Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

ذکر مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو

نمبر ۴ ۵ اپریل ۱۹۳۰ء ۵ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ جلد ۲۹

ایڈیٹر:- محمد ظہور الدین اکمل

مقام اشاعت قادیان دارالامان پنجاب

ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ ہندوستان میں ۳ روپے اور ہندوستان سے باہر ۳ روپے مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مذہب اور سائنس	۱۲۱ / ۱۲۵	مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل
ہمارا ہادی اغیار کی نظر میں	۱۴۵ / ۱۵۱	ماخوذ
زمانہ حاضرہ کے عجائبات	۱۵۲ / ۱۵۴	ماخوذ
آنحضرت صلعم کیونکر خاتم النبیین ہوئے	۱۵۴ / ۱۵۸	مولانا ابوبکر ایوب مولوی فاضل سماٹرا
گوشوارہ		

تبلیغی ٹریکٹ

چند کارآمد حوالے نمبر۱ نمبر۲	۱/
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۰/
اسلام کی اندرونی تصویر	۰/
آریہ سماج اور گاندھی جی	۔/
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۰۱/
کفارہ	۱/
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ	۱/
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان	۴/
مسیح موعودؑ و اُمّت محمدیہ	۱/
شیعہ سوراج اور اسکے واقعات	۱/
ذبیحہ گائے	۱/
ابطال الباطل (رُدّ شیعہ)	۲/
آسمانی گولہ	۱/

تبلیغی رسالے

براہین العقائد	۸/
معارف القرآن	۸/
تصوّف	۶/
مقصد مذہب	۳/
مباحثہ سرگودھہ	۶/
الاستخلاف	۰۴/
مباحثہ ختم نبوّت	۶/
مجمع البحرین	۳/
کمالات احمدیّہ	۶/
التشریح الصحیح	۶/

دفتر ریویو اردو قادیان سے منگوائیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مذہب اور سائنس

"ستیہ دیو سمباد" کے اعتراض

دیو سماجیوں کے ایک ہفتہ وار اخبار "ستیہ دیو سمباد" نامی میں "بھگوان دیو آتما" کے کسی "سیوک" نے ایک مضمون بعنوان "مذہب اور سائنس" لکھ کر ہمارے سید و مطاع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس تقریر پر اعتراضات کیے ہیں۔ جو حضور نے آج سے تین سال پہلے حبیبیہ ہال لاہور میں "مذہب اور سائنس" کے موضوع پر فرمائی تھی۔ اور جو تمام و کمال اسی رسالہ ریویو آف ریلیجنز (جنوری ۱۹۳۰ء) میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ متذکرہ بالا مضمون جو اس اخبار کے مورخہ ۴ اور گیارہ فروری کے پرچوں میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ مختلف اقسام کے مغالطات و مفتریات سے پُر ہے۔ اس لئے اس کا مختصر جواب ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:-

پہلا اعتراض

معترض لکھتا ہے کہ "اس مضمون میں قرآن کی ایک آیت کا ذکر کر کے جس میں یہ لکھا ہے کہ زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرو۔ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ قرآن سائنس کی تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس قسم کے چند الفاظ کو پیش کر کے کھینچا تانی کے ذریعہ یہ ظاہر کرنا اسی قسم کی کوشش ہے۔ جیسا کہ آریہ سماجی صاحبان ویدوں میں جو پانی اور اگنی وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ اسے پیش کر کے یہ بتلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ پانی اور آگ سے چونکہ بھاپ طیار ہوتی ہے۔ اس لئے ویدوں میں کلوں کے بنانے کا علم دیا ہوا ہے۔"

قرآن سائنس کی طرف توجہ دلاتا ہے

یہ اعتراض قرآن مجید اور احکامِ اسلامی سے ناواقفیت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ ہمیں قرآن نے کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں کہا۔ کہ تم سائنس نہ پڑھو۔ اِس سے کافر ہو جاؤ گے۔ بلکہ وہ بار بار ہمیں توجہ دلاتا اور تاکید کرتا ہے۔ کہ اُٹھو۔ اور علومِ ظاہری کو بھی حاصل کرو۔ وہ صحیفۂ فطرت یعنی سائنس کے مطالعہ سے ہمیں کسی لمحہ میں بھی نہیں روکتا۔ بلکہ وہ ان میں غور و فکر کرنے کی ہمیں تاکید کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض ۱۱/۱۵ یعنی اے لوگو! تم آسمانی اور زمینی علوم میں غور کرو۔ اور ان پر غور کر کے فائدہ حاصل کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس قرآن ہمیں صرف یہی نہیں کہتا۔ کہ تمھیں روحانیت میں حیرت انگیز ترقی یافتہ ہونا چاہیئے۔ اور تمہارا دل بکلّی طور پر گناہوں کی آلودگی سے پاک ہونا چاہیئے۔ اور خدائی نور اس میں جلوہ گر ہونا چاہیئے۔ بلکہ وہ ہمیں ارضی علوم کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے جن میں فزکس۔ کیمسٹری۔ جیالوجی۔ باٹونی۔ زوآلوجی۔ اناٹومی۔ فزی آلوجی۔ اور سائی کالوجی وغیرہ بیشمار علوم شامل ہیں۔ پس سماء و ارض میں غور و فکر کا حکم دینے سے باری تعالیٰ کا یہی منشاء ہے کہ جس طرح تم آسمانی فیوض حاصل کرو۔ اسی طرح ظاہری علوم سے بھی محروم نہ رہو۔ کیونکہ جس طرح خدا نے آسمان پیدا کیا۔ اسی طرح اُس نے زمین بھی پیدا کی۔ وہ خدا جس طرح روحانی علوم تمھیں دینا چاہتا ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی فرماتا ہے۔ اِنّ فی خلق السمٰوٰتِ والارضِ واختلافِ اللیل والنھار لاٰیاتٍ لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکّرونَ فی خلق السّمٰوٰتِ والارض (اٰلِ عمران) یعنی زمین و آسمان کی پیدائش میں۔ اور رات دن کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔ مگر کون عقلمند؟ وہی جو ایک طرف تو خدا کو اپنے قیام وقعود اور اپنے پہلوؤں پر بھی فراموش نہیں کرتے۔ مگر دوسری طرف وہ آسمان و زمین میں بھی غور و فکر کرکے اپنے معلومات کو ترقی دیتے اور نوعِ انسان کو مختلف فوائد پہنچاتے ہیں۔ گویا اولی الالباب قرآنی اصطلاح میں صرف وہی کہلانے کے مستحق ہیں۔ جو علومِ ظاہری اور علومِ باطنی دونو سے آراستہ و پیراستہ ہوں ٭

اسی طرح فرمایا۔ اِنّ فی خلق السمٰوٰتِ والارضِ واختلافِ اللیل والنھارِ والفلکِ الّتی تجری فی البحر بما ینفعُ النّاسَ وما انزل اللّٰہُ من السماءِ من ماءٍ فاحیا بہ الارضَ بعد موتھا وبثّ فیھا من کلِّ دابّۃ۔ وتصریفِ الریاح والسّحابِ المسخّرِ بین السماء والارض لاٰیاتٍ لقومٍ یّعقلون۔ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں۔ رات اور دن کے اختلاف میں۔ اور اُن جہازوں میں جو لوگوں کی نافع چیزوں کو لیکر سمندروں میں چلتے ہیں۔ اور اُس بارش میں جو خدا بلندیوں سے نازل فرماتا ہے اور مُردہ زمین کو جس سے سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔ اور اس امر میں کہ اُس نے زمین پر ہر قسم کے رینگنے والے جانور پیدا کر دیئے۔ اور ہواؤں کے ادلنے بدلنے میں اور اُن بادلوں میں جو آسمان و زمین کو گھیرے ہوتے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔ گویا خدائے ارض و سماء ہمیں ستاروں اور سیاروں کے علوم کی طرف۔ ارضی اور ظاہری علوم کی طرف۔ برّی اور بحری علوم کی طرف۔ ہواؤں اور بادلوں کے علوم کی طرف۔ نہایت زور سے متوجہ کرتا اور اسے عقلمندی کا نشان قرار دیتا ہے۔ کیونکہ فرمایا لاٰیاتٍ لقومٍ یعقلون ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرماتا ہے:۔ افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنینھا وزینّھا ومالھا من فروج۔ والارض مددنٰھا والقینا فیھا رواسی وانبتنا فیھا من کل زوج بھیج تبصرۃ وذکری لکل عبدٍ منیب۔ یعنی کیا لوگ اُس آسمان کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ جو اُن کے سروں کے اوپر ہے۔ ہم نے اُسے کس طرح بنایا ہے۔ اور پھر کس طرح اُسے مختلف اجرام سے مزیّن کیا ہے۔ اُس میں کوئی نقص نہیں۔ اور پھر ہم نے کس طرح زمین کو باوجود اُسکے گول ہونے کے) پھیلا رکھا ہے اور اُس میں پہاڑ کھڑے کیئے ہیں۔ اور اُس میں ہر قسم کی بارونق چیزوں کے جوڑے پیدا کیئے ہیں۔ یہ تمام نظارہ صرف اسلئے ہے کہ تا توجّہ کرنے والے بندوں کی آنکھیں کُھلیں۔ اور زیادہ ان پر غور و فکر کرکے اپنے بھولے ہوئے خدا کو پھر اپنی یاد میں لے آئیں۔ اس آیت میں خدا نے عالمِ بالا میں سے اجرامِ سماوی اور عالمِ سفلی میں سے پہاڑوں وغیرہ کی طرف توجّہ دلائی ہے۔ جن میں بیشمار کانیں۔ جواہرات۔ معدنیات۔ بوٹیاں اور سینکڑوں قسم کے نسلِ آدمؑ کے لئے راحت و آرام کے سامان ہیں۔ پس اگر کانوں کی دریافت ہوتی ہے۔ اگر چشموں کا پتہ چلتا ہے۔ اگر مختلف قسم کی آبشاروں کا پتہ لگتا ہے۔ تو سب کی طرف یقیناً اسلام نے بھی اپنے متّبعین کو بڑے زور سے توجّہ دلائی ہے۔ اور اس سے کوئی عارف شخص انکار کرنیکی جرأت نہیں کرسکتا۔

اسی طرح فرمایا۔ یبیّن اللہ لکم اٰیاتہٖ لعلکم تعقلون۔ یعنی خدا نے تمہارے لئے بہت سی آیات ظاہر کی ہیں۔ اور آئندہ بھی وہ ظاہر کرتا رہیگا۔ اور ان سب کا یہی مقصد ہے۔ کہ تا تم اپنی دماغی قوّتوں کو اِنکے سمجھنے میں لگاؤ۔ تا تمہارا دماغی ارتقاء ہو۔ اور تا تم روز بروز ترقی کی طرف قدم اُٹھاتے چلے جاؤ۔

ان قرآنی آیات کے علاوہ احادیث میں خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃٍ میرے ہر ماننے والے پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ علوم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ پس ہمیں سائنس کی طرف خود اسلام توجّہ دلاتا اور خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم توجّہ دلاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صحیح سائنس اور اسلام میں ہرگز تصادم واقع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مذہب خدا کا کلام ہے۔ اور سائنس خدا کا فعل۔ اور ناممکن ہے کہ خدا کے قول و فعل میں اختلاف ہو۔ مگر افسوس۔ کہ اسلام کی اتنی بڑی تاکید کو معلوم کرنے کے باوجود پھر بھی معترض اِن آیات کے استدلال کو "کھینچا تانی" سمجھ رہا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا۔ کہ "کھینچا تانی" نہیں بلکہ واضح الفاظ میں ایک حقیقتِ صادقہ کا اظہار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرا اعتراض

معترض لکھتا ہے کہ "اس مضمون میں مذہب کی تعریف یہ کی گئی ہے "مذہب کی اصولی تعریف یہ ہے خدا تعالیٰ سے ملنے کا وہ راستہ جو اُس نے خود الہام کے ذریعے دنیا کو بتایا ہو" اب یہ مذہب کی تعریف ہی سراسر غلط ہے۔ کہ جسکی سائنس نہایت زور کے ساتھ تردید کرتا ہے۔ کیونکہ سائنس کے مسلّمہ اصولوں اور تجربات کی بنا پر خدا محض ایک فرضی وجود ہے۔ پھر اُسکے ملنے کا راستہ کیا؟ اور اُسکی طرف سے الہام کہاں"۔

سائنس اور خدا کا عقیدہ

(۱) - اِس اعتراض میں جس حقیقت کو موجودہ سائنس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ سراسر غلط اور بالکل بے بنیاد ہے۔ کیونکہ یہ سوال کہ آیا کوئی خدا موجود ہے یا نہیں۔ دراصل سائنس کے دائرۂ عمل سے بالکل باہر اور علیحدہ سوال ہے۔ کوئی بھی سائنسدان اپنے حلقہ میں رہ کر امکاناً اِس بحث میں نہیں پڑ سکتا۔ کہ خدا ہے یا نہیں؟ کیونکہ سائنس صرف مادیات کے خواص اور قوانین کے دریافت کا علم ہے۔ اور غیر مادی اشیاء کی بحث اُسکے دائرۂ عمل سے بکلّی باہر ہے۔ پس جبکہ سائنس کی تحقیق مشہود و محسوس وجودوں تک محدود ہے۔ تو وہ مافوق المحسوسات یعنی ہستی باری تعالیٰ وغیرہ کے متعلق کیسے تحقیق کر سکتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے اِسی لیکچر میں نہایت واضح الفاظ میں فرما دیا تھا:-

"یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سائنس کے تجاربے معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ کہنا کہ سائنس خدا کے عقیدہ کے خلاف ہے بالکل غلط ہے۔ ایسا کہنے والا گرفت میں آئیگا۔ کیونکہ دہریت کا وجود کسلے سے ظاہر ہُوا۔ مگر اُس نے بھی صرف اتنا کہا۔ کہ سائنس کی تحقیق سے خدا کے وجود یا عدم وجود کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ تھا بھی درست۔ کیونکہ سائنس کی تحقیق تو مشہود اور محسوس وجودوں تک محدود ہے۔ پس وہ مافوق المحسوسات (ہستی باری تعالیٰ۔ ملائکہ وغیرہ) کے متعلق کیسے تحقیق کر سکتی تھی۔ اِسکی مثال تو ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی شخص ریل پر سوار ہو کر کابل جانا چاہے۔ اور وہ وہاں پہنچنے میں ناکام ہو۔ تو کہدے کہ کابل کا وجود ہی نہیں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ریل تو کابل تک نہیں جاتی۔ پس انسان ریل میں بیٹھ کر کابل تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ یہی حال سائنس کے تجاربے خدا کی ہستی کو معلوم کرنے کا ہے۔ سائنس جب محسوسات سے پرے جاتی ہی نہیں۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ اور ملائکہ وغیرہ کا ثبوت یا عدم ثبوت کیسے مل سکتا ہے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ سائنس کے شواہد ہستی باری تعالیٰ کے خلاف ہیں۔ ہر بات کے معلوم کرنیکا واحد ذریعہ سائنس کے تجارب ہی نہیں۔ بلکہ اور طریق شہادت صادقہ اور مسلّمہ بھی ہیں"۔

(الفضل ۱۹ و ۲۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ب :- علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سائنس کو ہرگز اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ کہ کونسی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اُسے صرف اس بات سے سروکار ہوتا ہے کہ کونسی چیز موجود ہے۔ اور یہ کہ وہ چیز کیا اور کس قانون کے ماتحت ہے۔ پس یہ کہنا کہ خدا نہیں ہے۔ سائنس کی بحث سے بکلّی طور پر خارج ہے۔ جسے ہم سائنس کی طرف کبھی منسوب نہیں کرسکتے۔ ہاں صرف یہ بحث سائنس کے دائرہ عمل میں آسکتی ہے کہ یہ دنیا اور اسکی چیزیں کس طرح عالم وجود میں آئیں۔ اور حیات کا آغاز کیونکر ہوا۔

ج :- پھر ایک یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ بالعموم عوام الناس سائنس دانوں کے خیالات وقیاسات اور سائنس کے نامکمل تجربات ومشاہدات اور سائنس کے ثابت شدہ حقائق میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔ بلکہ وہ ہر بات کو جو سائنسدانوں کے مُنہ سے نکلتی ہے۔ یعنی اُن کے ہر خیال اور قیاس کو اور اُنکے ہر نامکمل تجربے اور مشاہدے کو سائنس کی ثابت شدہ حقیقت قرار دے لیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ بہت سی غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ اب خوب غور کرکے دیکھو۔ سائنس کی کوئی ثابت شدہ حقیقت ایسی نہیں ہے۔ جس کی بنا پر ہستی باری تعالیٰ سے انکار کیا جاسکتا ہو۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ جب کوئی تحقیق پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ تو کوئی سائینسدان اُس کا مُنکر نہیں رہ سکتا۔ لیکن ہستی باری تعالیٰ کے عقیدہ کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے سائینسدان بھی خدا کے قائل ہیں۔ بلکہ بہت تھوڑے ایسے ہیں۔ جو خدا کا انکار کرتے ہوں۔ اور کثرت اُن سائنس دانوں کی ہے۔ جو خدا کا وجود مانتے ہیں۔ خود مغربی محققین میں بھی ایک کافی طبقہ اُن لوگوں کا موجود ہے۔ جو خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ اور یہ جدید تحقیقاتیں اُن کے راستہ میں قطعاً کوئی روک نہیں بنتیں پس اس سے ظاہر ہے کہ سائنس کی کوئی بھی ثابت شدہ حقیقت ایسی نہیں ہے جس سے یہ یقینی طور پر استدلال ہو سکے۔ کہ دُنیا بغیر کسی خالق و مالک کے ہے۔ ورنہ ثابت شدہ حقیقت پر تمام سائنس دانوں کا اجماع ہوتا۔ اور اُن میں کوئی اختلاف نظر نہ آتا۔

غرض معترض کا یہ کہنا کہ "سائنس کے مسلّمہ اصولوں اور تجربات کی بنا پر خدا محض ایک فرضی وجود ہے" بالکل بے بُنیاد قول ہے۔ جس کی تکذیب خود سائینسدانوں کے عقائد و خیالات سے ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وہ باوجود سائنس کے ماہر ہونے کے پھر بھی خدا پر ایمان لاتے اور اُسے ماننا اپنے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ جس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے۔ کہ سائنس ہرگز خدائے قدوس کے راستہ میں کسی روک کا موجب نہیں بنا۔

تیسرا اعتراض

معترض لکھتا ہے۔ کہ "جس صورت میں خدا پرست اُسے (یعنی خدا کو) ہر جگہ اور ہر ایک وجود میں حاضر و ناظر یقین کرتے ہیں۔ تو پھر اُسکے ملنے کا راستہ کیا ہے؟ اگر کوئی وجود ہم سے دُور کہیں الگ رہتا ہو۔ تب تو اُسکے ملنے کا کوئی راستہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن موجودہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صورت میں تو خدا پرستوں کے اپنے ہی یقین کے مطابق مذہب کی یہ تعریف ایک بالکل لغویات ہو جاتی ہے"

افسوس! اعتراض کرنے والے "بھگوان دیو آتما" کے "سیوک" کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ خدا محدود نہیں ہے۔ اور نہ خدا کوئی جسم چیز ہے۔ کہ اگر وہ ہمارے قریب ہو۔ تو ہمیں اُسکی تلاش کی حاجت نہ ہو۔ اور اگر بعید ہو۔ تو تب ہم اس کی طرف دوڑیں۔ یہ قریب اور بعید صرف انسانوں کی نسبت ہے۔ بیشک یہ صحیح امر ہے۔ کہ ہم دور کے آدمی کو ملنے جاتے ہیں۔ اور بیشک یہ بھی صحیح ہے۔ کہ نزدیک والا آدمی جو ہمارے پاس بیٹھا ہو اُس سے ہمیں پہلے ہی وصال حاصل ہوتا ہے۔ مگر باوجود اس حقیقت کو تسلیم کرنیکے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا ہمارے قریب ہے۔ تو اُس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ خدا ہمارے پاس بیٹھا ہے۔ اور اُس کا قُرب ہمیں حاصل ہے۔ بلکہ صرف یہ مطلب ہُوا کرتا ہے۔ کہ خدا کی نظر ہمارے اوپر ہے۔ وہ ہمارا نگہبان ہے۔ اور ہمارے سارے کاموں پر خبر رکھنے والا۔ اور ہماری پوشیدہ باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔ صرف اسی لحاظ سے ہم کہتے ہیں کہ وہ ہمارے قریب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ باوجود یہ عقیدہ رکھنے کے کہ خدا ہمارے قریب ہے۔ پھر بھی ہمیں اُسکے قُرب کی ضرورت ہوگی۔ اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا بعید ہے۔ تو اُس کا بھی یہ مطلب ہُوا کرتا ہے۔ کہ وہ غیر محدود ہستی ہے۔ اُس کا راستہ کٹھن ہے۔ بہت سی مشکلات اور قربانیوں کے بعد اور بہت سی مصائب کو اپنے نفس پر برداشت کرنے اور اپنی جان کو خدا کے راستہ میں فدا کرنے کے بعد وصالِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ پس یہ قریب اور بعید دو اصطلاحیں ہیں جن کا الگ الگ مفہوم ہے۔ اور جن کا مفہوم انسانوں کے قریب اور بعید ہونے سے بالکل مختلف اور علیحدہ ہے۔ اگر کوئی دوست ہمارے قریب بیٹھا ہو۔ تو بیشک ہم کہیں دور اُس سے ملنے نہیں جایا کرتے۔ مگر اِس رنگ میں خدا ہمارے قریب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ غیر محدود ہستی ہے۔ اُس کا کوئی جسم نہیں۔ اور نہ ہی اس رنگ میں وہ بعید ہے۔ کہ وہ یہاں نہیں بلکہ وہاں ہے۔ کیونکہ وہ حاضر و ناظر اور تمام چیزوں پر محیط اور ہر جگہ موجود ہے۔ پس بعید اور قریب دو الگ الگ اصطلاحیں ہیں۔ اور ہر وقت اور ہر حالت میں خدا قریب بھی ہے اور خدا بعید بھی ہے۔ پس ہمیں ہر وقت اور ہر گھڑی باوجود اُسکے قریب اور بعید ہونے کے اُسکی طلب اور تلاش رکھنی چاہیئے۔ تاکہ وہ ہمیں ملے۔ یعنی اُس کا قُرب ہمیں حاصل ہو۔ اور اُس کی محبت ہمارے دل میں ہو ÷

چوتھا اعتراض معترض لکھتا ہے "اس بیان میں صاف طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ سائنس کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر ہے۔ لیکن مذہب کی بُنیاد خدا کے الہام پر مبنی ہے، اب اِس خدا کے الہام میں اسقدر تفاوت اور رَولا ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ آریہ سماجی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندو ویدوں کو ایشور کا الہام بتاتے ہیں۔ عیسائی لوگ بائیبل میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ انہیں خدا کا الہام ظاہر کرتے ہیں۔ اور مسلمان صاحبان قرآن میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اُسے خدا کا الہام بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ اِن سب کی تعلیم ایک دوسرے سے کتنی ہی باتوں میں متضاد ہے"

اختلاف کی حقیقت

بیشک قرآن۔ بائیبل اور وید اپنی تعلیمات میں جداگانہ حیثیتیں رکھتے ہیں۔ مگر باوجود اسکے ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کہ اِن کو نازل کرنیوالا ایک خدا نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں نے ان کو خود بخود بنا لیا۔ دیکھو۔ ایک طبیب مختلف بیماروں کی حالت کے مطابق مختلف نسخے تجویز کرتا ہے۔ کسی کو گرم اور کسی کو سرد ادویہ کھلاتا ہے۔ کسی کے لئے ایک چیز ضروری قرار دیتا ہے۔ تو وہی چیز دوسرے کے لئے مضر قرار دیتا ہے۔ مگر باوجود اِن نسخہ جات کے اختلاف کے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان نسخوں کا لکھنے والا طبیب کوئی نہیں۔ یا یہ نسخے صحیح اور درست نہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ طبیب تو موجود ہے۔ مگر اُس نے مختلف حالتوں کے مطابق مختلف نسخے بدلے۔ اِسی طرح مذہب اور شریعت بھی لوگوں کے لئے بطور نسخے کے ہیں۔ خدا تو بیشک ایک ہے۔ مگر چونکہ لوگوں کی حالتیں مختلف تھیں۔ اس لئے اس نے تعلیمیں بھی مختلف دیں۔ کسی زمانہ میں لوگوں کے اندر دلیری اور جرأت پیدا کرنے کے لئے انہیں انتقام اور بدلہ لینے کی تعلیم دی۔ اور کبھی خشونت کو مٹانے اور ہمدردی اور رحم کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اپنے بعض حقوق کو چھوڑ دینے کی اُنہیں تعلیم دی۔ پس ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا کے الہام میں نعوذ باللہ "دولا ہے" بلکہ یہ کہینگے۔ کہ لوگوں کی حالتیں مختلف تعلیمات کی مقتضی ہوئیں۔ اگر ایک ہی تعلیم دی جاتی۔ تو انسانوں کا باامن زندگی بسر کرنا ناممکن ہو جاتا۔ غرض خدا کے الہام میں کوئی بھی اختلاف نہیں۔ مگر یہ بھی یاد رکھا جائے کہ آج وہ زمانہ ہے کہ اکثر مذاہب نے خدا کی تعلیمات کو مشتبہ کر دیا ہے۔ انسانی ہاتھوں نے اور زمانہ کے تغیرات نے اصلی الہامات کو مفقود کر کے بعض نئی باتیں اُن میں پیدا کر دی ہیں۔ اور اگرچہ اب بھی اُن کتابوں میں کسی کسی جگہ موتی موجود ہیں۔ مگر لوگوں کو نظر نہیں آسکتے۔ کیونکہ بہت کچھ اُن میں کوڑا کرکٹ بھی جمع ہو گیا ہے۔ صرف اسلام ایسا مذہب ہے۔ جس کی حفاظت خدا نے خود فرمائی۔ اور کہا۔ انا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہ لحافظون۔ مگر پہلی کتابوں کی خدا نے کیوں حفاظت نہ فرمائی؟ اِس کا جواب یہ ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ میں مختلف اقوام ایک دوسرے سے کیا بلحاظ مسافت کے اور کیا بلحاظ تمدّن کے اتنے بُعد پر تھیں۔ کہ اُن کے لئے ایک کتاب بھیجی نہیں جا سکتی تھی۔ اور علاوہ ازیں اُن کی روحانی حالت بھی اُسوقت ابتدائی منازل میں سے گذر رہی تھی۔ پس ضرور تھا۔ کہ اُس وقت کی ضرورتوں کے مطابق اُن میں الگ نبی اور الگ کتاب بھیجی جاتی۔ اور چونکہ اُن کتابوں کو۔ اُن کے روحانی ارتقاء پر اور زمانے کی آئندہ ترقی پر لازماً منسوخ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوجاتا تھا۔ لہٰذا خدا نے اُن کی حفاظت بھی نہ فرمائی ؛

پس قرآن۔ بائیبل اور وید میں بیشک بہت بڑا اختلاف ہے۔ مگر صرف اسی لئے کہ اُن کی وہ تعلیمات جو واقعی خدائی الہام کہلانے کی مستحق ہیں۔ مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کے حالات کے مطابق نازل ہوئیں جیسے جیسے حالات بدلتے گئے۔ ویسی ہی وہ تعلیم بھی بدلتی گئی۔ اس لئے خدائی الہام میں کوئی نقص لازم نہیں آسکتا۔ جس طرح نسخوں کے بدلنے سے طبیب پر کوئی الزام عائد نہیں ہوسکتا۔ مگر آخر وہ زمانہ آگیا جبکہ انسان کی حالت کامل طور پر نشوونما پاگئی۔ اور وہ انسان کامل کہلانے کا مستحق ہوگیا۔ تب خدا نے بھی صرف ایک ہی کامل کتاب قرآن اور صرف ایک ہی کامل دین اسلام نازل فرماکے باقی سب کتابوں اور ادیان کو منسوخ فرمادیا۔ اور کہا۔ اِنَّ الدِّین عند اللّٰہ الاسلام اور فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممتُ علیکم نعمتی ؛

فیصلے کا طریق

معترض کا ایک نہایت معقول سوال یہ ہے کہ "ان سب کہلانے والے الہاموں کی سچائی اور جھوٹ کا کون فیصلہ کرے"

بیشک مذاہب دنیا میں ہزاروں پائے جاتے ہیں۔ اور بیشک ہر مذہب والا اپنے مذہب کی سچائی پر ایمان رکھتا ہے۔ اور بیشک انسان کے دل میں بسا اوقات یہ خیال بھی اُٹھتا ہے۔ کہ نہ معلوم کونسا مذہب سچا ہے۔ مگر ہم حق و باطل میں امتیاز کرنے کا ایک بہترین طریق بیان کیے دیتے ہیں۔ جو بھی مذہب اس پر پورا اُترے وہ یقیناً سچا اور منجانب اللہ مذہب ہوگا ؛

وہ طریق جس سے حق و باطل میں امتیاز ہوسکتا ہے۔ اور جس سے سچے اور جھوٹے مذہب میں کھُلا فرق دکھائی دے سکتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ انسان اپنے مذہب کو زندہ اور بابرکت مذہب ثابت کرے۔ اور زندگی کا ثبوت یہ دے کہ۔ ا۔ اُس مذہب کے متبعین کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص تائیدات سے مؤید فرمائے۔ اور اُن پر اپنی رحمتیں نازل فرماکے انہیں اُن کے مقاصد میں مظفّر و منصور فرمائے ؛

ب۔ دوسرے یہ کہ زندہ مذہب کے مخالفوں پر اللہ تعالیٰ اپنی ناراضگی غضب اور بے تعلّقی کا اظہار کرے یہ دو طریق ہیں۔ جن سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ خدا کے حضور کونسا مذہب سچا ہے اور کس مذہب والے کو وہ جھوٹا سمجھتا ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اس مقابلہ میں صرف اسلام ہی دنیا کے تمام مذاہب پر افضلیت رکھتا ہے۔ اور صرف اسلام ہی اپنے متّبعین پر خدا کی رحمت کا ملہ اور اپنے مخالفین پر خدا کے غضب کا نمونہ پیش کرسکتا ہے۔ چنانچہ ہمارے جماعت کے امام و مقتدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفة المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے متعدد مرتبہ مخالفین کو چیلنج کیا ہے۔ کہ اگر شک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے تو آؤ۔ اور اپنے مذہب کا اسلام سے مقابلہ کر کے دیکھو۔ خطرناک بیماروں کو بذریعہ قرعہ اندازی فریقین میں تقسیم کرو۔ اور اپنے اپنے خدا سے دُعا کرو۔ اور پھر دیکھو۔ کہ وہ کونسا مذہب ہے۔ جس کی دُعا کو خدا سُنتا ہے۔ اور کس مذہب والے کی دُعا کو وہ ردّ فرما دیتا ہے۔ یہ خدا کی محبت کا ثبوت ہوگا۔ اور اس سے پتہ لگ سکیگا کہ کونسا مذہب اُسکے حضور قبولیت رکھتا ہے۔ اسی طرح مباہلہ کا طریق ہے۔ اگر کسی فریق کو اپنے مذہب کی سچائی پر کامل یقین ہو۔ اور اُسکے لئے کوئی دلائل منفیہ ثابت نہ ہو سکے ہوں۔ تو وہ آئے اور بالمقابل بد دعا شائع کر کے دیکھے۔ دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا خطرناک غضب کس مذہب کے دشمنوں پر نازل ہوتا ہے *

پس یہ دو طریق خدا کی محبت پہچاننے کے ہیں۔ یوں تو ہر کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرا مذہب بھی سچا ہے اور میرا بھی مگر سچا وہی ہے جس کی سچائی پر آسمانی نشان گواہ ہوں۔ اور ہم پھر دعوے سے کہتے ہیں کہ کسی مذہب میں بھی یہ مندرجہ بالا دو نشان نظر نہیں آئینگے۔ صرف احمدیت میں آج ان کا وجود ہے۔ اور یہ بیّن ثبوت احمدیت یعنی اسلام کی صداقت و سچائی کا ہے *

پانچواں اعتراض حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے اسی لیکچر میں بیان فرمایا تھا کہ "دنیا میں ہر چیز کا فائدہ ہے۔ یعنی دنیا میں جو چیزیں آپ کو بظاہر بہت مضر۔ موذی اور بے فائدہ نظر آتی ہیں۔ اِن کے اندر بھی اہم فوائد ہیں"

اس حقیقتِ صادقہ پر "ستیہ دیو سمباد" کا ناواقف نامہ نگار اِن الفاظ میں اعتراض کرتا ہے کہ:۔

"اِس بیان سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ سانپ بچھو۔ مچھر۔ پسّو۔ کھٹمل اور ہیضہ اور پلیگ کے جراثیم وغیرہ سب ہی برکت کی چیزیں ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو پھر مسلمان صاحبان اِن سے بچنے اور اِنکو مارنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں۔ انہیں خدا کی بھیجی ہوئی نعمت سمجھ کر اپنے گھروں میں اچھی طرح رہنے دیا کریں"۔

مگر کب اسلام نے یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ خدا نے تمام چیزوں کو صرف اسلئے بنایا ہے۔ کہ تا تم انکو اپنے گھروں میں سنبھال سنبھال کر رکھو۔ بلکہ قرآن نے جس حقیقت کو دنیا پر منکشف فرمایا تھا۔ وہ صرف یہ تھی۔ کہ ہر چیز میں، فوائد و منافع مضمر ہیں۔ کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں ہے۔ جسکے متعلق ہم کہہ سکتے ہوں کہ یہ رائگاں بنائی گئی۔ بلکہ ہر چیز میں خواہ وہ کسقدر موذی اور ضرر رساں کیوں نہ نظر آتی ہو۔ مختلف قسم کے فوائد پوشیدہ ہیں۔ اور اصل غرض اُن کے بنانے کی یہ ہے کہ تا دنیا کو اُن سے فائدہ پہنچے۔ اور لوگ اُن سے مختلف قسم کے منافع حاصل کر سکیں۔ پس خدا نے سنکھیا بھی بنایا۔ اور افیون بھی بنائی۔ مگر اسلئے نہیں کہ تا لوگ سنکھیا کے ڈلے اپنے گھروں میں رکھیں۔ اور نمک کی بجائے ہنڈیا میں ڈال دیا کریں۔ بلکہ اس لئے بنایا۔ کہ تا وہ دواؤں میں استعمال ہو۔ اور تا وہ مُردہ قویٰ کو اپنی زبردست تاثیر سے زندہ بنا دے۔ پس اسی طرح خدا نے سانپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی بنائے۔ اور بچھو بھی بنائے۔ اور مچھر، پسو اور کھٹمل بھی بنائے۔ مگر اس لئے نہیں کہ لوگ سانپوں کو اپنے گھروں میں پالیں۔ بچھوؤں کو اپنے صحنوں میں لا لا کر چھوڑیں۔ اور مکھیوں کو اپنے گھروں میں جمع رکھیں بلکہ اس لئے بنایا کہ تا اور مختلف قسم کے فوائد بنی نوع انسان کو ان سے حاصل ہوں۔ پس اگر اسلام صرف یہ دعویٰ کرتا کہ خدا نے موذی چیزیں بھی اسلئے بنائی ہیں کہ تا تم اپنے گھروں میں انہیں سنبھال سنبھال کر رکھو۔ اور انکا ذخیرہ جمع کر لو۔ تب تو معترض کا یہ قول صحیح ہوتا۔ کہ سانپ بچھو وغیرہ کو مسلمان لوگ "خدا کی بھیجی ہوئی نعمت سمجھ کر اپنے گھر میں اچھی طرح رہنے دیا کریں"۔ مگر جبکہ ہم اس بات کے قائل ہی نہیں۔ اور نہ اسلام نے ایسا دعویٰ کیا ہے۔ کہ خدا نے موذی چیزیں بھی گھروں میں رکھنے کے لئے پیدا کی ہیں تو ایسا قول معترض کی سفاہت و جہالت پر مبنی ہے +

قرآن جس حقیقت کو دنیا پر ظاہر فرماتا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ دنیا کی کوئی بھی چیز بیکار نہیں۔ بلکہ ہر مخلوق مفید اور ہر چیز نفع رساں ہے۔ پس قابل غور امر صرف یہ رہ جاتا ہے۔ کہ آیا ان چیزوں میں کوئی فائدہ بھی ہے یا کہ نہیں۔ پس اگر ہمیں سانپ میں فائدے نظر آئیں۔ اگر ہمیں مختلف جراثیم میں بے شمار فوائد نظر آئیں۔ تو یقیناً ہم زبان سے کہ سکینگے ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ اے خدا تو نے ان کو بے فائدہ پیدا نہیں فرمایا۔ غرض گھروں میں موذی چیزوں کے لانے کا کوئی سوال نہیں اور نہ اسلام ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ بلکہ صرف یہ امر بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہر چیز میں فوائد پوشیدہ ہیں پس ان چیزوں پر غور کرو۔ ان میں ضرور فوائد نظر آئینگے +

سانپ کے فوائد

قرآن کے اس حکمت بھرے کلام کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آج سانپ جیسی موذی چیز کے بھی فوائد طبی دنیا پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض پلیگ زدہ اشخاص ایک خاص قسم کے سانپ کے زہر کے ٹیکہ سے تندرست ہو گئے۔ اسی طرح سانپ کے زہر سے خود سانپ کاٹے کا تریاق بھی طیار کیا گیا۔ اور اسی طرح سانپ کے زہر سے بعض مرگی کے مریضوں کو بھی شفا ہوئی۔ اور علاوہ ازیں یونانی ادویہ میں خصوصاً قوت باہ کے بعض طلاؤں میں سانپ وغیرہ ڈال کر روغن کشید کیئے جاتے ہیں۔ جو عنانت کیلئے بغایت مفید و مجرب ثابت ہوئے ہیں۔ اسی طرح بعض کشتہ جات بھی سانپوں کے ذریعے تیار کیئے جاتے ہیں۔ غرض سانپ اگرچہ موذی چیز بھی ہے۔ مگر بہرحال مفید بھی ہے۔ اور یہ اسی طرح ہے جس طرح سنکھیا مضر بھی ہے اور مفید بھی ہے۔ لیکن جس طرح اگر غلطی سے کوئی سنکھیا کھالے۔ اور مر جائے۔ تو ہم نہیں کہ سکتے کہ سنکھیا بُری چیز ہے۔ بلکہ یہ کہینگے کہ اس کا غلط استعمال بُرا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو خدانخواستہ سانپ کاٹ کھائے تو یہ اس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی غفلت کا نتیجہ ہوگا۔ سانپ کے خالق و مالک پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔ کیونکہ اُس نے بعض فوائد کے لئے اِن کو پیدا کیا تھا ✦

مکھی مچھر کے فوائد

اسی طرح مکھی مچھر کھٹمل پِسّو وغیرہ بھی دراصل ہمارے فائدے کیلئے بنائے گئے ہیں۔ اور یہ سب ہوا کو صاف کرنے اور زمین کو گندگی سے پاک کرنے میں کام آتے ہیں۔ مکھی زمین کی غلاظت کو دُور کرتی ہے۔ اور مچھر پانی کو متعفن ہونے سے روکتے ہیں۔ غرض کوئی بھی چیز باطل پیدا نہیں کی گئی۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ زمانہ اِن چیزوں کے زیادہ سے زیادہ فوائد ظاہر کرکے اسلامی اصل کی شاندار صداقت کو دنیا پر ظاہر فرمائیگا ✦

اِس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان چیزوں کے نقصانات بھی ہیں۔ اور اِن سے مختلف امراض کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ مگر اُس کی یہی مثال ہے کہ مثلاً چاقو نہایت مفید چیز ہے۔ وہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ تا آدمی اُس سے اپنے قلم پنسل کو تراشے۔ لیکن اگر کوئی اپنا ہاتھ زخمی کرلے۔ تو یہ اُس کا اپنا قصور ہوگا۔ اسی طرح یہ تمام متذکرہ بالا چیزیں بھی اگرچہ خالص دنیا کے فائدے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ مگر انسانی غفلت اِن چیزوں کا بُرا نتیجہ بنی نوع انسان کو دکھاتی ہے۔ اور اُنکو مختلف امراض میں مبتلا کردیتی ہے

ہلاک کرنیکی حکمت

کہا گیا ہے کہ مسلمان صاحبان اگر ہر چیز کو مفید سمجھتے ہیں۔ تو وہ جراثیم کو مارنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی دراصل نہایت نادانی کا سوال ہے۔ کیونکہ بذاتِ خود جراثیم نہایت مفید چیز ہیں۔ جیسے سانپ مفید ہے۔ لیکن جس طرح اگر سانپ کاٹنے آئے۔ تو اُسے مار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اشرف المخلوقات کو دنیا سے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح اگرچہ جراثیم بھی بیشمار فوائد اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر جب یہ نسلِ آدمؑ کو فنا کرنے لگتے ہیں۔ تو اُس وقت دو مفید چیزوں میں سے زیادہ نفع رساں کی خاطر ادنیٰ کو قربان کردیا جاتا ہے۔ اور اُنہیں کِرم کُش ادویہ سے ہلاک کردیا جاتا ہے۔ پس اُنہیں ہلاک اس لئے نہیں کیا جاتا۔ کہ وہ بُری چیزیں ہیں۔ یا رائگاں پیدا کی گئی ہیں۔ بلکہ صرف اسلئے کہ وہ ایک اپنے سے زیادہ مفید وجود کو دُنیا سے مٹانا چاہتی ہیں۔ اور یہ چونکہ سراسر غلط طریق ہے۔ اِس لئے اُن ادنیٰ وجودوں کو تباہ کردیا جاتا ہے ✦

جراثیم کے فوائد

مگر جراثیم کے بے شمار فوائد بھی ہیں۔ اگر بعض کو مارا جاتا ہے۔ تو آخر تمام جراثیم کو تو مارا نہیں جاتا۔ بہرحال جراثیم کا فائدہ ضرور ہے۔ اور ہم اُن فوائد کی بنا پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ بے فائدہ پیدا نہیں کئے گئے۔ کیونکہ جراثیم سرکہ وغیرہ بنانے میں کام آتے ہیں۔ جراثیم ہماری خمیری روٹی کو طیار کرتے ہیں۔ جراثیم کے عمل سے دہی طیار ہوتا ہے۔ جراثیم کے عرق سے علاج کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاتا ہے۔ چنانچہ تپ دق والے مریض کی بلغم میں جو پیپ نکلتی ہے۔ اُس میں سے تپ دق کے جراثیم کو علیحدہ کر کے پاک و صاف کر لیا جاتا ہے اور پھر اُن کا عرق کھینچ کر ڈاکٹر لوگ بذریعہ پچکاری مریض کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں۔ جس سے مریض کو آرام ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح ہماری انتڑیوں میں بعض ایسے جرم ہیں۔ جو نہایت مفید ہیں۔ اور جن پر فعلِ انہضام کا بہت حد تک دارومدار ہے۔ پس جراثیم کو ہم بے فائدہ نہیں کہہ سکتے۔ مگر میں بتلا چکا ہوں۔ کہ بعض دفعہ ہم اس لئے انہیں ہلاک کرتے ہیں کہ وہ ایک انفع چیز کو دنیا سے ناپید کرنا چاہتے ہیں۔ اور خدا نہیں چاہتا کہ نافع چیز فنا ہو جائے۔ اور غیر نافع دنیا میں موجود رہے ؛

چھٹا اعتراض

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس تقریر پر ڈاکٹر چوہدری محمد شاہنواز خان صاحب نے اپنی طرف سے یہ نوٹ لکھا تھا۔ کہ "جب علوم میں اور ترقی ہوئی تو دیگر موذی اشیاء کی حکمت بھی ظاہر ہو جائیگی" اس پر معترض لکھتے ہیں۔ "گویا خدا کا الہام تو اِسوقت کچھ کام نہیں دیتا۔ اور ان کے مفید ہونے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ جب انسان کوشش کر کے اپنی عقل کے ذریعہ کچھ معلوم کریگا۔ تب ہی اُسکی حکمت ظاہر ہو گی۔ صاحب من! اس الہام کی کیا خوبی ہوئی" معترض کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ اسلام کا احسان ہے جو اُس نے تمام چیزوں کے پیدا کرنے کی حکمتیں اور اُن کے فوائد و مضرات کو بیان نہیں فرمایا۔ کیونکہ خدا اگر اِن تمام سائنس کی باتوں کو بھی واضح طور پر بیان فرما دیتا۔ تو یقیناً نسلِ آدم کا دماغی ارتقاء رُک جاتا۔ اور اُنکی قابلیتیں مُردہ ہو جاتیں وہ علمی ترقی ہرگز نہ کر سکتے۔ اور اس ہمارے ذہنی قویٰ کو اشد ترین نقصان پہنچتا۔ پس اسلام نے صرف وہ ضروری اور اصولی باتیں بیان فرما دی ہیں۔ جو ایجاد سے معلوم نہ ہو سکتی تھیں۔ اور باقی امورات کو ہماری کوشش۔ ہمارے غور و فکر اور ہماری سوچ و بچار کے لئے چھوڑ دیا۔ تا کہ ہمارے علوم ترقی کریں۔ اور ہمارے ذہن بلند پروازی کریں۔ اور یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ وہ قوم جس کا ذہنی ارتقاء بند ہو جائے۔ جس کی علمی ترقی مفقود ہو جائے۔ وہ یقیناً دنیا سے مٹ جاتی اور ہمیشہ کے لئے فنا ہو جاتی ہے۔ پس چونکہ اِن تمام امورات کو بیان کر دینے سے انسانی علم و عرفان کو نقصان پہنچتا تھا۔ اور اُن کی دماغی قوتوں کو صدمہ ہوتا تھا۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ انکو انسان اپنے غور و فکر سے معلوم کرے۔ تا کہ اُنکے دماغ نشوونما پاتے رہیں۔ اور تا وہ دنیا میں ہر وقت علمی ترقی کی طرف اپنا قدم بڑھا سکیں ۔ غرض اِس حکمتِ کاملہ کے ماتحت خدا نے جزئیات میں انسانوں کے لئے اجتہاد کی گنجائش رکھی ہے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ سب انسان اپنے سامنے علوم کی باتوں کو دیکھ کر مزید علم حاصل کرنے سے رُکے رہیں۔ اور اس طرح اُن کے دماغ اپنی پہلی قوتوں کو بھی ضائع کر کے بالکل علم و عرفان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے چشمہ سے محروم ہو جائیں ✦

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مذہب کا اصل کام جس کے لئے خدا نے یہ سلسلہ قائم فرمایا ہے۔ لقاء باری تعالیٰ تک انسان کو پہنچانا ہے۔ پس چونکہ اصل مقصد مذہب کا یہ ہے کہ تا وہ انسان کو باخدا انسان بنائے۔ اس لئے اُس نے صرف اُن امورات پر گہری روشنی ڈالی ہے جو اُسے ارضی کی بجائے آسمانی علوم سے بہرہ ور کرکے تقویٰ و طہارت اور رُوحانیت میں حیرت انگیز ترقی دیں۔ اور تا انسان کی پیدائش کا اصل مقصد کما حقہٗ پورا ہو جائے۔ مگر اس لئے کہ انسان نے آخر دنیا میں رہ کر خدا کا قُرب حاصل کرنا ہے۔ اُس نے ضروری باتوں کا علم اپنے پاس سے بھی اُسے سکھایا۔ مگر باقی باتوں کو اُسکے اپنے غور و فکر کے لئے چھوڑ دیا۔ کہ تا وہ خود غور و فکر کرکے اپنی معلومات کو ترقی دے سکے۔ نیز اِن حکمتوں کے اِخفاء میں ایک یہ بھی راز پوشیدہ ہے کہ تا زمانہ کی علمی ترقی کے ساتھ ساتھ جب بھی ایسے معلومات سائینسدانوں کی طرف سے ظاہر ہوں۔ خدا کی پاک کتاب کی شان دنیا پر دوبالا ہو۔ اور تا ہر زمانہ کے لوگ اس بات پر شاہد ہوں کہ واقعی اسلام خدائے عالم الغیب کی طرف سے ہے۔ جس نے ایسے بے نظیر اصول بیان فرما دیئے ہیں۔ جن کی تائید خود سائینسدانوں کے مونہوں سے ہو رہی ہے۔ پس اِس اِخفاء میں لوگوں کو اسلام کی خوبیوں کا قائل کرنے اور اُنہیں اسلام کی سچائی کا یقین دلانے اور اِس امر کے وثوق دلانے کا کہ واقعی اسلام حق ہے زبردست راز پوشیدہ ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی کوئی ایسی صحیح بات دریافت کی جاتی ہے تو لوگوں کے قلوب محسوس کرتے ہیں کہ واقعی اسلام حق ہے جس نے آج سے سینکڑوں برس پیشتر اُس زمانہ میں یہ باتیں لوگوں کے سامنے بیان فرما دیں۔ جبکہ اِن ظاہری علوم کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ غرض ان حکمتوں کے ماتحت خدا کے الہام نے تمام جزئیات ہی پر ظاہر نہیں فرمائیں۔ اور یہ حکمتیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ ان امور کا اِخفاء ہی ضروری اور لابدی امر تھا ✦

ساتواں اعتراض کہا گیا ہے کہ اسلام ایک طرف تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی چیز رائگاں پیدا نہیں کی گئی بلکہ ہر مخلوق میں فائدہ ہے۔ مگر دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ کہ پانچ چیزیں بہت مُوذی ہیں۔ اُن کی نسل کو تم مٹا ڈالو۔ یعنی بچھو۔ چیل۔ کوّا۔ چوہا اور کُتّا جہاں ملیں انہیں ہلاک کردو۔ یہ "خدا کے کلام میں کسقدر نامطابقت۔ اور اُس کا یہ حکم کسقدر صریحاً ظلم پر مبنی ہے خصوصاً کتوں کے سمبندھ میں کہ جن میں بہت سے بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔" "ساری کی ساری نسل کو ہی غارت کردینے کا حکم کہاں انصاف پر مبنی ہو سکتا ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس اعتراض کے متعلق پہلی بات تو معترض کو یہ معلوم ہونی چاہیئے۔ کہ اسلام کہیں بھی اِنکی نسل کو مٹا دینے کا حکم نہیں دیتا۔ بلکہ وہ مطلقاً اِنکی مضرّتوں کے لحاظ سے یہ حکم دیتا ہے۔ کہ انہیں ہلاک کرنے میں فائدہ ہے۔ پس اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ چیلوں اور کوّوں کا تم شکار کرتے پھرو۔ اور اگر گھر میں چوہے نہ ملیں۔ تو انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہلاک کرتے رہو۔ اور اِن میں سے کسی ایک جانور کو بھی دنیا میں زندہ رہنے نہ دو۔ اگر اسلام ایسا حکم دیتا۔ تب تو واقعی یہ اعتراض بجا تھا۔ کہ کیوں ساری نسل کو غارت کر دینے کا حکم دیا گیا۔ مگر جبکہ کہیں بھی تمام نسل کو تباہ کر دینے کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ صرف اُنکی زیادہ مضرّتوں کے لحاظ سے اُنکو مارنے کیطرف ایک توجہ دلائی گئی ہے۔ تو خود بخود ایسا نظریہ قائم کر لینا کیونکر صحیح سمجھا جا سکتا ہے*

دوسری بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اس میں ہر کتّے کو مار دینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ صرف کاٹنے والے کُتّے کو یعنی وہ کتّا جو ہلکا یا ہو۔ مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خود معترض کو بھی اس بات پر ایمان لانا پڑیگا۔ کہ ایسے کُتّوں کو ہلاک کرنے میں ہی بنی نوع انسان کا فائدہ ہے۔ ورنہ اسلام شکار کے لئے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے اور مویشیوں کی نگہبانی کے لئے کُتّا رکھنا انسان کے لئے جائز قرار دیتا ہے۔ پس معترض کو اپنی یہ غلط فہمی بھی دُور کر لینی چاہیئے *

اِن دو باتوں کو بیان کرنے کے بعد اب مَیں اصل اعتراض کو لیتا ہوں۔ کہ اگر ہر چیز مفید تھی۔ تو پھر انکو مارنے کا کیوں حکم دیا گیا۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قانونِ نیچر کا یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ وہ دنیا میں ہر چیز کے متعلق ایک توازن قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور وہ افراط و تفریط کے طریق کو سخت ناپسند کرتا ہے یعنی نہیں چاہتا کہ کوئی بھی چیز اپنے اندازہ سے زیادہ ہو جائے۔ اور یا اپنے مقرّرہ اندازے سے کم ہو جائے *

پس یہ پانچ چیزیں یعنی چوہا۔ چیل۔ بچھو اور کاٹنے والا کُتّا چونکہ اپنے اندر نمایاں طور پر ضرر رساں پہلو بھی رکھتے ہیں۔ اگرچہ نہیں کہہ سکتے کہ اِن چیزوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اسلئے کہ ان پانچ چیزوں کا دنیا میں حدِ اعتدال سے بڑھ جانا بمقابلہ اُس فائدہ کے جو اِن پانچ چیزوں کے مقرّرہ اندازے کے ذریعے دنیا کو حاصل ہو سکتا ہے نقصان کا موجب ہے۔ اور چونکہ اِن کے فائدے کا پہلو صرف اِسی صورت میں غالب رہ سکتا ہے کہ اِنکی تعداد دنیا میں زیادہ نہ بڑھنے پائے۔ اسلئے خدا نے کمالِ حکمت سے ایک طرف تو اِن چیزوں کو پیدا فرما دیا۔ تاکہ وہ اپنے فوائد سے دنیا کو متمتّع کریں۔ مگر دوسری طرف بعض حالتوں میں حکم بھی دیدیا۔ کہ اِن چیزوں کو دنیا میں زیادہ مت پھیلنے دو۔ تاکہ نیچر کا فطری توازن قائم رہے۔ اور تاکہ یہ چیزیں اپنے مقررہ اندازہ میں رہ کر دنیا کو فائدہ پہنچائیں۔ اور تا یہ پانچ چیزیں اپنے مقررہ اندازہ سے بڑھکر نفع کے پہلو کو ضائع نہ کر دیں۔ غرض ان چیزوں کی ہلاکت کا حکم اسلئے نہیں دیا گیا۔ کہ اِن میں کوئی فائدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہے۔ بلکہ صرف اِس لئے دیا گیا ہے۔ کہ تا اُنکی مقررہ اندازہ سے زیادہ کی تعداد گھٹ کر دنیا کو ان کا حقیقی فائدہ پہنچ سکے۔ اور تا ایسا نہ ہو کہ یہ چیزیں بڑھتی جائیں۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان کا موجب بنجائیں۔ پس ان کی ہلاکت کا حکم دینا بھی ان سے فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے ہے۔ نہ کہ اس امر کا نعوذ باللہ ثبوت کہ ان چیزوں میں کوئی بھی فائدہ نہیں ❊

آٹھواں اعتراض اس لیکچر میں اِس بات کا بھی ذکر تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طاعون کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ آدمی کو جن کاٹ کر مبتلائے مرض کرتے ہیں اور حضورؐ کی ان جنّوں سے مراد جراثیم تھی۔ کیونکہ وہ مخفی وجود ہیں۔ اس پر معترض لکھتا ہے۔ کہ ”توڑ مروڑ کر ایک ایک لفظ کے کچھ کے کچھ معنی کرنا بیشک اُسی طرح کی افسوسناک کوشش ہے۔ کہ جس طرح ویدوں میں جو اگنی اور وایو آدی کی پوجا درج ہے۔ اسکے متعلق آریہ سماجی صاحبان بتایا کرتے ہیں۔ کہ اگنی اور وایو سے مراد نراکار ایشور ہے نہ کہ معمولی اگنی یا ہوا“

مگر جنّ کے معنی اس میں ”توڑ مروڑ“ کر نہیں کیئے گئے۔ بلکہ واقعی جن کے یہی معنی ہیں۔ دیکھو لکھا ہے

جُنَّ علیہ اللیلُ ای سترہٗ وبہٖ سُمّی الجنّ لاستتارھم واختفاءھم عن الابصار
(مجمع البحار جلد اوّل صفحہ ۲۱۵)

پس جبکہ عربی زبان میں جنّات صرف مخفی وجودوں کا نام رکھا جاتا ہے۔ اور جبکہ طاعون کے جراثیم بھی ایک مخفی وجود ہیں۔ تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ غلط فرمایا تھا؟ مگر افسوس کہ معترض کی چشم بصیرت ایسی بند ہے کہ اُسکو سچّائی بھی نظر نہیں آتی۔ اور وہ بجائے معقول جواب دینے کے ایک صداقت کو ”توڑ مروڑ“ کہکر نظر انداز کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ صداقت بھرا کلام تھا۔ جسے آجکل کی تحقیقات نے کمال سچّا ثابت کر دکھایا۔ اور موجودہ محققین کو بھی آخر ماننا پڑا۔ کہ طاعون صرف مخفی جراثیم کا نتیجہ ہے ❊

مسواک پر اعتراض اسلام نے ظاہری صفائی کے متعلق جو احکام نافذ فرمائے ہیں۔ اُن میں سے مسواک کو بھی دانتوں کی صفائی کا بہترین طریق قرار دیا ہے۔ بلکہ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ اگر میری اُمّت پر بوجھ نہ ہوتا تو میں اُنہیں نماز پر مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ یہ تاکید بتلاتی ہے کہ اسلام نے اسکو خاص اہمیّت دی ہے۔ اور اتنی بڑی اہمیّت کہ اسلام کے سوا کسی اور مذہب نے ایسی تاکید ہرگز نہیں کی۔ اِس حکم پر تعلیم یافتہ نوجوان ہنسی اور تمسخر اُڑاتے رہے۔ مگر آخر موجودہ تحقیق نے اس امر کی فضیلت ظاہر کی۔ اور دنیا کو مسواک کی ضرورت پر ایمان لانا پڑا۔ یہ اسلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت تھا۔ مگر معترض لکھتا ہے۔ ”مسواک یا داتن کا کرنا ایک معمولی بات ہے“ حالانکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسواک کرنا کوئی معمولی امر نہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کی خرابی کا ہونا صرف اسی حکم سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ محض اسی غفلت کے نتیجہ میں ایسی امراض میں گرفتار ہو گئے۔ جن کا نتیجہ جنون اور پاگل پن نکلا۔ پس یہ حکم معمولی حکم نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ اس کا "مذہب کے ساتھ کوئی تعلّق نہیں" نہایت بے سمجھی کی بات ہے۔

مذہب بیشک خدا تک پہنچانے کا ایک راستہ ہے۔ مگر مذہب کا یہ بھی کام ہے کہ وہ انسان کی جسمانی صحت و صفائی کا خیال رکھے۔ اور اسکی طاقتوں کو نشو و نما دے۔ اور اُنپر ایسے بوجھ نہ لادے۔ جو اُن کی طاقت سے باہر ہوں۔ اور جن سے اُنہیں ذہنی۔ عقلی یا جسمی طاقتوں کا نقصان لازم حال ہو۔ اور اگر کوئی مذہب ناقابلِ برداشت بوجھ بنی نوع انسان پر لادتا ہے۔ جن سے وہ اپنی شاندار طاقتوں کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ تو وہ مذہب ہرگز درست سمجھا نہیں جا سکتا۔ پس اسلام نے ایک طرف روحانیات میں ترقی دی۔ اور دوسری طرف جسمانیات کی درستی اور اصلاح کا خیال رکھ کر اُن کی اہمیت کو ظاہر فرمایا۔ اور یہ ثبوت اسلام کی صداقت کا ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر و باطن دونو کی اصلاح کرتا ہے۔ جسم اور رُوح دونو کو معراجِ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور جبکہ موجودہ زمانہ کے عقلاء و فہمیدہ انسان بھی مسواک کی ضرورت کو تسلیم کر چکے ہیں۔ تو بتلاؤ۔ وہ اسلام جس نے سب سے بڑھ کر مسواک کی تاکید کی جس کے پاک مطاع نے سب سے زیادہ مسواک پر عمل کیا۔ آیا وہ مذہب عقل و حکمت کے منار پر قائم ہے یا نہیں؟ اور آیا اُس کی سچائی میں تمہیں کوئی بھی شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس اسلام کی صداقت کا یہ ایک ظاہری پہلو بھی تھا۔ مگر افسوس حجبِ ظلماتی میں رہنے والے لوگ ایسے بیّن امور سے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

الہام پر اعتراض حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ "الہام کی طبعی قوانین سے تصدیق ہونی ناممکن ہے" اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس سے بڑھ کر اور صاف اقبال خود الہام پرستوں کی طرف سے اور کیا ہو گا۔ کہ الہام ایک ایسی اٹکل پچو چیز ہے کہ جس کی طبعی قوانین سے تصدیق ہونی ناممکن ہے۔ تو پھر صاحب۔ ایسی اٹکل پچو چیز کی تعلیم کا دنیا میں پرچار کر کے اُسے گمراہ کرنا کیا عقلمندی میں داخل ہے"

مگر معترض کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ الہام کوئی اٹکل پچو چیز نہیں ہے۔ بلکہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اگر طبعی قوانین الہام کی تصدیق نہیں کرتے۔ تو اس سے نفسِ الہام پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا نے الہام کے ثبوت میں ایک اور زبردست شاہد پیش کیا ہے۔ جو طبعی قانون سے بھی زیادہ شاندار ہے۔ اور وہ ثبوت خواب اور رؤیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھو! ہر شخص نے کبھی نہ کبھی خواب میں ضرور کوئی نظارہ دیکھا ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نظارہ جھوٹا ہو یا سچّا۔ تخیّل ہو یا بیماری کا نتیجہ۔ مگر بہرحال اتنا ضرور ثابت ہے کہ دماغ کے اندر ایسی خصوصیت ہے جس سے انسان بعض دفعہ نظارے دیکھ لیتا ہے۔ اور وہ ایسا نظّارہ ہوتا ہے۔ جس کا وجود خارج میں نہیں ہوتا۔ پس اگر آنکھ اس قسم کے نظارے دیکھ سکتی ہے۔ جو نہ دل کا خیال ہوں اور نہ خارج میں جن کا وجود ہو۔ تو کیا کان اُسی طرح آوازوں کو نہیں سُن سکتے۔ یقیناً جس طرح آنکھ ایسے نظّارے متعدد مرتبہ دیکھ سکتی ہے بلاشبہ اسی طرح ہمارے کان بھی آوازیں بخوبی سُن سکتے ہیں۔ جو نہ ہمارے دل کا خیال۔ اور نہ کسی بیماری کا نتیجہ ہو۔ پس یہ خواب اور رؤیا جن کا دائرہ ہر انسان تک وسیع ہے۔ اس امر کا بیّن ثبوت ہیں۔ کہ ہماری آنکھ کی طرح ہمارے کان بھی خدائی آواز یعنی الہام کو سُننے کے اہل ہیں۔ اور یہ زبردست شاہد الہام کی سچّائی کا ہے۔ مَیں حیراں ہوں کہ معترض نے مضمون کے اِن الفاظ کو کیونکر نظرانداز کر دیا۔ جن میں حضور نے یہ فرمایا تھا۔ "الہام کے وجود کو چونکہ طبعی اسباب سے منوانا بیہودہ تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے اسکے جواب میں خواب اور رؤیا کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔ الہام اور رؤیا میں فرق صرف یہ ہے کہ الہام کے الفاظ کو کان سنتے ہیں۔ اور رؤیا میں آنکھ نظارہ دیکھتی ہے۔ رؤیا سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انسان بعض حالتوں میں ایسی آوازیں اور ایسے نظارے دیکھ یا سُن سکتا ہے جن کا خارج میں وجود نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ دل کا خیال ہوتے ہیں۔ پس شواہد سے نہ طبعی قانون سے معلوم ہُوا۔ کہ ایسا ممکن ہے کہ بغیر بولنے کے الفاظ پیدا ہو جائیں۔ جو دل کا خیال نہ ہوں۔ ہر شخص نے کبھی نہ کبھی ایسا نظّارہ ضرور دیکھا ہو گا۔ چاہے وہ نظّارہ نیند کی حالت میں ہو۔ یا بخار کی حالت میں۔ چاہے وہ نظارہ جھوٹا ہو یا سچّا۔ اتنا ضرور ثابت ہے کہ وہ واقعہ میں نظّارہ معلوم ہوتا ہے۔ اور دل کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ الگ بحث ہے کہ ایسا نظارہ حقیقی ہوتا ہے یا تخیّل کا نتیجہ۔ جھوٹا ہوتا ہے یا بیماری کا نتیجہ۔ بہرحال اتنا ماننا پڑیگا۔ کہ دماغ میں ایسی خاصیّت ضرور ہے۔ جس سے انسان کی آنکھ بعض دفعہ ایسے نظّارے دیکھ سکتی ہے۔ جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ دل کا خیال ہوتے ہیں۔ پس آنکھ اگر ایسا نظّارہ دیکھ سکتی ہے۔ تو کیا کان ایسی آواز نہیں سُن سکتے"۔

پس اگر طبعی قوانین الہام کی تصدیق نہیں کرتے۔ تو اس سے الہامات پر کوئی اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ الہام طبعی سے بالا اور خدا کی طرف سے القا ہوتا ہے۔ اعتراض تب ہوتا۔ جب خدا نے الہام کی تصدیق کے لئے کوئی بھی ثبوت ظاہر نہ کیا ہوتا۔ مگر جب کہ خدا نے الہامات کے ثبوت میں رؤیا و کشوف کا سلسلہ تمام انسانوں میں جاری فرما دیا ہے۔ اور جبکہ اُن کی آنکھوں کو مختلف نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ تو یقیناً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے۔ کہ اُن کے کان بھی خدا کی آواز کو بخوبی سن سکتے ہیں۔ اور یہی وہ آواز ہے جسے مذہبی اصطلاح میں "الہام" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ٭

خدا خالق ہے سرچشمہ نہیں

آخری امر جس پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا "خدا سرچشمہ نہیں۔ خالق ہے۔ سرچشمہ تلاش سے مل جایا کرتا ہے خالق اس طرح نہیں مل سکتا۔ مثلاً راوی دریا ہے۔ اس کا اگر کوئی سرچشمہ (منبع) معلوم کرنا چاہے۔ تو وہ دریا کے کنارے کنارے چل پڑے آخر اُسکو اُس کا منبع مل جائیگا۔ مگر خدا کے متعلق اس قسم کی تلاش بے سود ہے۔"

اِن حق و حکمت سے لبریز الفاظ پر اگرچہ کوئی بھی اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ "ستیہ دیو سمباد" کے مضمون نگار نے ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ گویا خدا انسان کو کبھی بھی نہیں مل سکتا۔ اسلئے چند الفاظ کے ذریعے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ان الفاظ کا ہرگز وہ مفہوم نہیں ہے۔ جو انہوں نے لیا۔ بلکہ اِن الفاظ سے صرف یہی غرض ہے کہ خدا محدود ہستی نہیں ہے۔ بلکہ وراء الورا اور غیر محدود ہستی ہے۔ ہم دریاؤں کے منبعوں تک چل کر بخوبی پہنچ سکتے ہیں۔ مگر خدا چونکہ ایک غیر محدود ہستی ہے۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے خدا کا کامل عرفان حاصل کر لیا۔ اور اب ہمیں آگے ترقی کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہمیں ہر وقت اور ہر گھڑی خدا کے قرب میں بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ خیال کرنا حماقت ہے کہ گویا خدا تک پہنچنے کے ہم نے تمام مراتب طے کر لئے۔ اور اب آگے ترقی کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ جس طرح وہ خود غیر محدود ہستی ہے اسی طرح اُسکے قرب کے مراتب بھی لا محدود ہیں۔ اور اِسی لئے انسان کو ہر وقت اور ہر گھڑی اُسکی محبت میں محو رہنا چاہیئے۔ مگر یہ یقینی اور بالکل سچی بات ہے کہ وہ خدا جس کی تلاش میں آج دنیا کا کثیر حصہ لگا ہُوا ہے۔ انسان کو یقیناً مل سکتا ہے۔ اور اُس کا قرب اور وصال مومن کو یقیناً حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ فرضی اور وہمی بات نہیں ہے۔ بلکہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ خدا انسان کو مل سکتا ہے۔ مگر چونکہ خدا مجسّم وجود نہیں ہے۔ اسلئے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا انسان کو مل گیا۔ تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اُسکی محبت انسان کو حاصل ہو گئی۔ اور اُسکی محبت کا پتہ انسان کو اِس طرح لگتا ہے۔ کہ جب کسی شخص کو خدا اپنا مقام قُرب عطا فرماتا ہے۔ تو ایسے شخص کی دُعائیں بکثرت قبول کرتا ہے۔ ایسے شخص کی خاص نصرت اور تائید فرماتا ہے۔ ایسے شخص کے دشمنوں کو اگر وہ شرارت سے باز نہ آئیں۔ تو ہلاک کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کی قبولیت اور نیکی دنیا پر پھیلاتا ہے۔ غرض ان طریقوں سے خدا اپنی محبت کا اظہار اُس پر فرماتا ہے۔ اور آخر اپنے الہام کا دروازہ اُس پر کھول دیتا ہے۔ اور اُسے دن بدن اپنے حضور زیادہ عزت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور زیادہ رُتبہ دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین پر خدا کے پیارے بندے اور آسمان پر اُسکے مقرّب ملائکہ اُس انسان کی تعریف و تحمید کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور وہ مقصد پورا ہوتا ہے۔ جس کے لئے وہ اِس دُنیا میں پیدا کیا گیا ۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین ٥

خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان دارالامان محلّہ دارالفضل

زیانسٹ تحریک

مترجم محمد حسین۔ بی۔ کام۔ (پریو)

یہودی خطرناک طور پر ضدی واقع ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی خیال اُن کے دماغ میں سما جائے۔ چاہے وہ کتنا ہی احمقانہ اور لایعنی خیال کیوں نہ ہو۔ اُس پر اڑے رہتے ہیں۔ اس پر طرّہ یہ کہ اُن حالات سے بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ جو اُس خیال کی بے مائیگی اور بودہ پن پر روشنی ڈالتے ہوں۔ اور اگر کہیں کسی رسم کو اپنے مذہبی اوامر میں شامل کر لیں۔ تو اُس پر ضد اور تعصّب سے جمے رہتے ہیں۔ اور کوئی بھی عقلمندانہ بحث و تمحیص اُنکو اپنے بیوقوفانہ رویّے سے پھیر نہیں سکتی۔ یسوع مسیح کی پیدائش سے کئی سال قبل یروشلم کا مقدس شہر ایرانی بادشاہ کے ہاتھوں تباہ ہُوا۔ اور سُلیمان کا کلیسیا جو یہودیوں کا کعبہ تھا۔ مسمار کر کے پیوندِ خاک کر دیا گیا۔ اور یہودی مسیح کی موعود آمد کے منتظر تھے۔ کیونکہ اُنہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ مسیح آکر اُن کے گم گشتہ اقبال کو بلند کریگا۔ اور قدیمی شان و شوکت کو از سرِ نو تازہ کریگا۔ وہ مسیح معہود مسیح ناصری کی شخصیّت میں رونما ہُوا۔ مگر یہودیوں نے اُس کو نہ مانا۔ کیونکہ وہ زمینی جاہ و حشمت کی بجائے اُن کو آسمانی ترقیات کا وعظ کرتا تھا۔ اور اُن کے انکار کی ایک یہ بھی وجہ تھی۔ کہ انہوں نے ایلیاہ نبی کو اپنی مادّی آنکھوں سے آسمان سے اُترتا ہُوا نہیں دیکھا تھا۔ مسیحؑ نے اس زمین پر عام فانی انسانوں کی طرح زندگی بسر کی ۔

اس کے بعد نبی اعظم جو بنی نوع انسان کی آخری اُمید (صلی اللہ علیہ وسلّم) تھے۔ تشریف لائے۔ اور ایک تھوڑی اور کشمکش مگر کامیاب زندگی کے بعد آسمان پر اپنے آسمانی دوستوں سے جا ملے۔ پھر مسیحؑ دوسری مرتبہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ایک ہندوستانی اوتار کی شکل میں ظاہر ہُوا۔ اُس کی وفات کو بائیس۲۲ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ مگر اب تک یہودی ایلیاہ نبیؑ کے نزول کا بیتابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ جس کے بعد اُن کا نجات دہندہ مسیح رُونما ہو گا۔ حالانکہ وہ اُسے اپنی جہالت اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعصّب سے دو ہزار سال قبل صلیب پر لٹکا چکے ہیں ٭

یہی وہ قوم ہے۔ جو اَبْ فلسطین میں اپنا قومی گھر بنانے کے خواب دیکھ رہی ہے۔ یہ لوگ نہ صرف پیدا ہی ہیں بلکہ اظہار پسند اور اپنی قوم کو ترقی دینے کے بڑے مشتاق ہیں۔ یروشلم کی تباہی سے لیکر بالفور اعلان تک یہودیوں کی کئی نسلیں۔ مختلف ممالک میں مختلف حکومتوں کے ماتحت بود و باش رکھتی رہیں۔ مگر اس تمام عرصے میں وہ فلسطین کو یہودیّت کا تاریخی گھر تصوّر کرنے سے کبھی بھی باز نہیں رہیں یہودی ذہنیّت کا وجود اور بقا صرف اسوجہ سے نہیں کہ بیرونی اثرات اُن کو مجبور کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو ایک مرکز میں قائم کریں۔ بلکہ وہ فلسطین کو ہمیشہ سے یہودی تہذیب کا مرکز قرار دیتے رہے ہیں۔ باوجود اُن خطرناک زلزلوں کے جنہوں نے اس قوم کی بُنیادوں کو ہلا دیا۔ اور اس کی زندگی کو معرضِ خوف و خطر میں ڈالدیا۔ اور باوجود متواتر سیاسی جور و ستم کے جو اُن پر ڈھائے گئے۔ اور باوجود اُس غلامی کے طوق کے جو اُن کی گردنوں میں ہمیشہ ہمیش سے رہا اور جو کسی قوم کی روح کو کچلنے کے لئے کافی ہے۔ کبھی بھی اُنکے دل عبرانی علم و تہذیب کی عزت سے اور اس خیال سے کہ یہودی تہذیب کا درخت فلسطین کی سرزمین میں پھر بابرگ و بار ہو سکتا ہے۔ خالی نہیں ہوئے ٭

نویں صدی میں ایک عقیدہ جو "یہودی سوال" کا معاصر معلوم ہوتا ہے۔ مشرقی یورپ کے یہودیوں میں پیدا ہُوا۔ اور وہ یہ تھا کہ یہودی تہذیب فلسطین میں اب دوبارہ زندہ کیجا سکتی ہے ٭ مگر ان اُمیدوں میں باوجود کوشش کے بھی یکجہتی پیدا نہ ہو سکی۔ اور جو لوگ "یہودی سوال" کے حل کے خواہاں تھے وہ وائنا کے مشہور جرنلسٹ تھیوڈور ہرزل کی قیادت میں آگئے۔ اور سیاسی زیانزم کی بنیاد ڈالی۔ اور وہ تعصّب جو یورپ کو ایشیائی اقوام سے تھا۔ اُس نے اس تحریک کو قوّت بخشی ٭

اس تحریک کا مقصد جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا۔ یہودی جلاوطنوں کو اکٹھا کرنا تھا۔ ہرزل کی دلی خواہش تھی کہ ان مظلوم یہودیوں کو جو رُوس۔ آسٹریا اور جرمنی میں آباد ہیں۔ فلسطین میں آباد کیا جائے۔ اور جیسا کہ اُسکے ملفوظات اور تقاریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کو اس جگہ کی (جسکی اُسے خوابیں آتی رہتی تھیں) وسعت اور آبادی کا بالکل پتہ نہ تھا۔ اس خیال کا مشرق اور مغرب کے یہودیوں نے بڑے جوش سے خیر مقدم کیا۔ اور اس طرح پر زیانسٹ نظام کی بُنیاد قائم ہوئی ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن وہ لوگ جو "یہودی سوال" کی کم پرواہ کرتے تھے۔ اس تحریک سے بہت بدظن تھے۔ اور خصوصاً وہ فرقہ جو یہودیوں کی "یہودی سوال" سے زیادہ پرواہ کرتا تھا اور یہودی تہذیب کو فلسطین میں تدریجاً اور قدرتی طور پر ترقی کرتے ہوئے دیکھنے کا خواہاں تھا۔ اُس نے اچدہام کی سرکردگی میں ایک الگ گروہ قائم کیا۔ اور کئی سال تک اُس کے خیالات کا اظہار اچد کے ذریعے ہوتا رہا۔ جو عبرانی کا مشہور مصنف اور یہودی قومیت کے آرائشی عنصر کا سخت اور بے دریغ نکتہ چین تھا۔ اچد کی پارٹی اُمید رکھتی تھی کہ وہ یہود کا قومی اور روحانی مرکز قائم کرینگے۔ اس واسطے وہ سپرچوئل زیانسٹ (روحانی یہود) کہلاتے تھے۔ مگر بالفور کے سنہ ۱۹۱۷ء کے اعلان کے بعد یہ دو نو فرقے متحد ہو گئے۔ اور "یہودیوں کا قومی گھر فلسطین میں" کا عبرانی جملہ ظہور پذیر ہُوا +

اس اعلان کے بعد سے یہودیوں میں زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے ہیں۔ عبرانی زبان فلسطین میں بولی جاتی ہے لکھی جاتی ہے اور پڑھائی جاتی ہے۔ سیاسی زیانزم نے اس بالفور اعلان کے ماتحت اپنی پُرانی تہذیب اور قومیت کو زندہ کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس نظام کے ماتحت ایک عبرانی بولنے والی نسل پیدا ہو رہی ہے۔ اور یہ ناممکن نہیں کہ جو طاقتیں اب مصروف کار نظر آتی ہیں وہ کسی نہ کسی وقت عرب کے فلسطین صوبے میں کچھ عرصے کے اندر ہی اندر ایک عبرانی قوم پیدا کر دینگی +

مگر ایسی قوم (اگر یہ پیدا ہو گئی) کا انحصار برطانیہ یا کسی غیر قوم کی مدد پر ہی ہو سکتا ہے۔ یہ اپنی حفاظت کا بیڑا آپ نہیں اُٹھا سکتی۔ یہ مُلک پہلے سے ہی اُن لوگوں سے آباد ہے جو اس سے نکلنا نہیں چاہتے۔ زیانسٹ نظام والے پہلے پہل ایسے لوگوں کی موجودگی سے بے بہرہ تھے۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ لوگ بھی شمالی امریکہ کے سُرخ انڈین کی طرح پیچھے جا سکتے ہیں اور نکالے جا سکتے ہیں۔ مگر عرب ایسے لوگ نہیں ہیں۔ اگرچہ یہودی اس خیال پر مُصر ہیں۔ عربوں کی قومی اور تہذیبی روایات کسی رنگ میں بھی یہودیوں کی روایات سے گھٹیا نہیں ہیں۔ یہ لوگ نئے آنے والوں کو زمین فروخت کرنے پر رضامند ہیں۔ مگر ان کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس طرح زمین کی خرید سے اُن نئے آنے والوں کو کوئی سیاسی غلبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ ادھر زیانسٹ برطانیہ کے زیر سایۂ عاطفت ایک غیر ملک میں یہودی قوم کے پیدا کرنے کے درپے ہیں۔ یہ کشمکش بیشک بہادرانہ ہے۔ مگر اس نے ملک میں تشتت اور تفرقہ پیدا کر دیا ہے اور قومیت کے جذبات میں ایک آگ لگا دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن یہودی فسرزم کے مظاہرے فلسطین میں ہوتے رہتے ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ فسرزم ایسی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جھگڑے اور فساد کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ اور صاف نظر آتا ہے۔ کہ ایسے جھگڑے دن بدن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑھتے رہینگے۔ اور سچ یہ ہے کہ بالفور کے اعلان سے قبل عرب اور یہودی امن اور آشتی سے زندگی بسر کرتے تھے اور اُن میں کبھی بھی کوئی تصادم رُونما نہیں ہوا تھا۔ مگر اس اعلان نے یہودیوں کو سیاسی اقتدار دیکر ملک میں ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔ جو بند ہونے میں نہیں آتا۔ اور یہ لگاتار دس برس سے چلا آتا ہے۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ایک لمحہ کے لئے بھی اس فساد کے تصفیہ سے مُہلت نہیں ملتی۔ یہ بدیہی بات ہے کہ ایک ملک جو پہلے کسی اور قوم سے آباد ہو وہ کسی غیر قوم کا قومی گھر نہیں بن سکتا۔ مشاہدہ اور عقل باور نہیں کرتی کہ کبھی بھی عرب اور یہودی اس اعلان کے ہوتے ہوئے شیر و شکر ہو سکتے ہیں۔ جب تک اس کے برعکس حالات نہ پیدا ہوں ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ بالفور اعلان نے دو قوموں میں ایک نہ مٹنے والا تفرقہ پیدا کر دیا۔ اس اعلان نے یہودیوں کو وہ سیاسی اقتدار بخشا ہے جو اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اور عربوں کے جائز حقوق کی پامالی کی کوشش ہوئی ہے اور ایسے ملک کو جو کیا بلحاظ روایات کے اور کیا بلحاظ مذہب اور تہذیب کے ایک عربی ملک ہے یہودیوں کا قومی گھر بنانے کی سعی نافرجام کی گئی ہے۔ کاش عرب اس دردناک حقیقت سے آشنا ہوتے۔ کیا سرکار انگریزی بالفور اعلان کے بد اثرات کو مٹانے کی کوشش کریگی؟

یونیورسل ریلیجن پیس کانفرنس

اس کانفرنس کی ایک رپورٹ ہمیں موصول ہوئی ہے۔ جس کے ایک حصہ کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں تا معلوم ہو سکے کہ اسکے اغراض کیا ہیں۔ واقعی یہ نہایت مبارک اور مفید مقصد ہے۔ جس کے متعلق چیئرمین نے اپنے ایڈریس میں کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ایڈیٹر)

جب پہلے پہل یہ تجویز پیش ہوئی کہ مختلف مذاہب کے نمائندے اکٹھے ہو کر دنیا میں امن قائم کرنیکے ذرائع پر غور و خوض کریں۔ تو اُسوقت یہ تجویز ناممکنات سے خیال کی گئی۔

مگر ۱۹۲۳ء سے وہی تجویز عملی صورت میں آگئی ہے۔ وہ اب خواب نہیں بلکہ ایک حقیقت معلوم ہوگی یہ مجوزہ کانفرنس موجودہ مذہبی دَور کے اہم واقعات میں شمار ہونے لگیگی۔

ابتدائی کانفرنس جینوا ۱۹۲۸ء میں منعقد ہوئی۔ اور ۱۹۱ نمائندے شریک عمل ہوئے۔ وہ زمین کے مختلف علاقوں سے آئے تھے۔ اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بالاتفاق پاس ہوا۔ کہ باقاعدہ آرگنیزیشن (نظام) قائم کیا جائے۔ جس کا مقصد ایسے ذرائع کا سوچنا ہو جو مذہبی رنگ میں اور مذہبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصب العین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امن کے اہم سوال پر روشنی ڈالیں ✦

منتخبہ اگزکٹو کمیٹی نے اپنا اجلاس اگست ۱۹۲۵ء میں فرنیک فورٹ جرمنی میں منعقد کیا ✦

جو طریق کار در پیش ہے وہ یہ ہے کہ مذہب کے صحیح اور علمی معنی متعین ہوں اور اس کانفرنس میں ہر مذہبی نمائندے کا فرض ہو کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی اُن تعلیمات کا ذکر کرے جو دنیا کے امن کے متعلق ہوں۔ اور یہ بیان کرے کہ اُس کے ہم مذہبوں میں ان تعلیمات کو رائج کرنے کے لئے کیا ذرائع اختیار کیے گئے ہیں۔ اور وہ کس رنگ میں امن کے قائم کرنے میں حصہ لے سکتے ہیں ✦

اس کانفرنس کا عالمگیر ہونا بہت مؤثر ثابت ہوگا۔ اس عالیشان اور اہم کام کو سرانجام دینے کے لئے ٹھیک موقعہ ہے۔ انسانی نسل ایک ایسے پیغام اور پروگرام کا بیتابی سے انتظار کر رہی ہے جو ان تجاویز کو عملی جامہ پہنائے۔ نہ صرف یہ کام مستحسن ہوگا۔ بلکہ اس قابل ہوگا۔ کہ ہم اس پر جتنا بھی خرچ کر سکتے ہیں کریں۔ اب جبکہ لڑائی کے ناقابل برداشت نقصانات انسانی نسل کا کچومر نکال رہے ہیں۔ وہ مذاہب جن کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ امن کے ذرائع پیدا کر سکتے ہیں وہ بصد سُرعت اس اعلیٰ مقصد کو پانے کے لئے طیار ہو جائینگے ✦

فرنیک فورٹ کانفرنس

اس کانفرنس کی اگزکٹو کمیٹی کے اجلاس اگست ۱۹۲۸ء۔ ۱۹۲۹ء میں فرنیک فورٹ جرمنی میں ہوئے ✦

وہاں پر ۲۶ ممبر تھے اور ان کے علاوہ ۔ بیس مختلف مذاہب کے نمائندے بھی شامل تھے۔ یہ اجلاس سٹی ہال کے نوبل مینز روم میں ہوئے ✦

چیئرمین ایڈریس

ڈاکٹر شیلر میتھیوز آف شکاگو۔ الینائس۔ نے اپنے افتتاحی ایڈریس میں کہا:۔ یہ اجلاس ہمارے جینیوا کے خوشکن اور ہمت افزا اجلاس کی یاد کو تازہ کرنے والا ہے۔ جبکہ ۱۹۱ اشخاص شریک کار تھے۔ اور تقریباً بارہ مختلف مذاہب کے نمائندے بھی شامل تھے اور جبکہ ہم اپنے آپ کو ایک تاریخی کام میں مشغول پاتے تھے اب ہم سب مختلف کمیشن میں ہو کر ایک دوسرے سے متعارف ہوئے۔ اور اس بات پر غور کیا۔ کہ ایک ورلڈ بیس کانفرنس کا انعقاد ہو۔ اور اس میں سب مذاہب کے نمائندے شامل ہوں۔ اگرچہ وقت اور جگہ کا سوال باقی رہ گیا تھا۔ کیونکہ اُس کا انعقاد ہی ایک بڑا اور اہم کام معلوم ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک اگزکٹو کمیٹی جس میں ۷ ممبر تھے منتخب ہوئی۔ اور وہ آج اس شہر میں پھر مصروف کار نظر آتے ہیں ✦

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفصیلات کی غور پرداخت کے لئے ایک کمیٹی Adumnshative Cunmttle بطور
پچھلے دسمبر پیرس میں چُنی گئی۔ اور یہ اُسی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق آج دوسرا اجلاس ہو رہا ہے۔ اور
اگزیکٹو کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کریگی +

تجاویز انگلش، فرنچ اور جرمن میں پیش ہونگی اور اُن پر بحث کی جائیگی۔ یہ اگزیکٹو کمیٹی
پیس کانفرنس کی مترادف نہیں ہے۔ اس کا کام (پیس کانفرنس) کو عملی جامہ پہنانے کے لئے
ذرائع کا سوچنا ہے +

گذشتہ سال میں ہمارے محنتی سکرٹری ڈاکٹر اٹکنسن نے مختلف مشرقی ممالک کی سیاحت کی۔
وہ خود اپنے دورے کی رپورٹ پیش کرینگے۔ جو ظاہر کریگی کہ اس مجوزہ کانفرنس میں کس زور سے لوگ
دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور کتنی سرگرمی سے مختلف مذاہب والے شریک ہونے کے لئے طیار ہیں۔ اس
کانفرنس کا وقت اور محل اگزیکٹو کمیٹی کے فیصلے پر ہوگا +

دوپہر کو ہم اس غرض سے پھر اکٹھے ہونگے کہ آپس میں تعارف پیدا کریں۔ باہمی تعلقات پیدا
کرنے کے لئے یہ ایک زریں موقعہ ہوتا ہے۔ اس میل جول سے اخوّت اور برادرانہ تعلقات وسیع اور
مضبوط ہوتے ہیں۔ اور پتہ لگتا ہے کہ باوجود ہم ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے انسانی لحاظ سے
ایک ہی ہیں +

بحیثیت چیئرمین میرا فرض ہے کہ مَیں جنیوا کانفرنس پر کچھ روشنی ڈالوں اور بتاؤں کہ وہاں
کی بحث کا نتیجہ کیا ہُوا۔ تو پہلی بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ ہم جنیوا میں اس نتیجہ پر پُہنچے کہ ہمارا
مقصد مذاہب کی پارلیمنٹ بنانا نہیں بلکہ جو چیزیں یا عمل ہمارے مذہب میں مقدّس ہیں وہ ہم نہیں
چھوڑیں گے اور نہ ہی ہمارا مُدّعا یہ ہے کہ اپنے اعتقادات پر بحث کرکے کوئی درمیانی راہ نکالیں بلکہ
ہمارا مقصد یہ ہے کہ کس طرح ہم اپنے مذہبی اختلاف کو رکھتے ہوئے ایک ایسے نظام کو قائم کرسکتے ہیں
جو بین الاقوامی رنگ رکھتا ہو۔ اور دنیا میں امن قائم کرسکتا ہو +

امن قائم کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ موجودہ صورت حال کو ہی قائم رکھا جائے۔ بلکہ جیسا میرا
خیال ہے۔ امن کے قائم کرنے سے مُراد بین الاقوامی تعاون پیدا کرنا ہے۔ جو ہر قوم کے شایانِ شان ہو +
اس شاندار کام کو سرانجام دینے کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ بحث میں بھی رواداری کے
پہلو کو نظرانداز نہ کریں۔ بلکہ ایک دوسرے کے اختلاف کو ٹھنڈے دل سے سُنیں۔ اور اُس کے نتائج پر
ایک عمیق اور محققانہ نگاہ ڈالیں۔ ہماری بحثیں دوستانہ رنگ میں ہونی چاہئیں۔ اور اسکے نتائج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ ہوں۔ جو مفید خلق اللہ ہوں *

اپنے گذشتہ زمانے کے اختلافات کو بالکل چھوڑ دینا ضرور ہوگا۔ اور ایک مشترکہ مستقبل حاصل کرنے کی سعی کرنی ہوگی *

مَیں اُمید کرتا ہوں۔ کہ ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہم اس یقین پر مضبوط ہو جائینگے کہ مذہب دنیا میں امن کے قیام کے لئے ایک ضروری اور لابدی عنصر ہے *

مَیں آخر میں سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا جو ہمارا معبود ہے۔ وہ اس کام میں ہماری رہنمائی کریگا۔ اور فرزندان آدم کی بہبودی کا بیڑا جو ہم نے اُٹھایا ہے اُس میں کامیاب کریگا *

ہمارا ہادیؐ اغیار کی نظر میں

(خلاصہ تقریر مسٹر اے۔ آر وادیہ پروفیسر مہاراجہ کالج میسور)

رسول اکرم صلعم نے وحشیوں کو باخدا انسان بنادیا

رسول اکرمؐ دنیا کی زبان میں چودہ صدیاں گذریں کہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ سمجھنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ کہ بزرگ ہستیوں کی مادّی موت ان کی حقیقی موت بھی ہوتی ہے۔ اور رسول عربی محمد صلعم دنیا کی ان تمام بڑی ہستیوں میں سے ہے جو دنیا میں آئیں۔ یا جن کے آنے کی توقع ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ مجھ سے سوال کریں کہ اُن کی کس بات نے مجھ پر سب سے زیادہ اثر کیا۔ تو مَیں ابتداء ہی میں کہونگا۔ کہ یہ ان کا وہ سنجیدہ عقلی نظام تھا۔ جو انہوں نے پیش کیا۔ دنیا کے مختلف مذاہب اپنے پیغمبروں کے معجزے پیش کرتے ہیں۔ اور یہ معجزے ان لوگوں کو تشفی بخش سکتے ہیں۔ جن کے ایمان اتنے کمزور ہوں۔ کہ ان کو ان مصنوعی سہاروں کی ضرورت ہو۔ لیکن مجھے یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے معجزوں کے دکھانے سے انکار کر کے ایک عاقلانہ کام کیا۔ اور قرآن مجید کو اپنی زندگی کا معجزہ بتایا۔ جس نے نسلاً بعد نسلٍ کروڑوں انسانوں کی قسمت کا فیصلہ کیا۔ لیکن مجھے اس سے بھی بڑا یہ معجزہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے ایسے ہمسایوں میں جو بہت زیادہ معاندانہ رویہ رکھتے تھے۔ اور ایسی فضا میں جو بہت زیادہ مخالفانہ تھی۔ اپنی زندگی ہی میں عملی اصلاح میں کامیابی حاصل کی *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسولِ اسلام (صلعم) کے کارنامہ کی اہمیّت و عظمت کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ ہم ان حالات کا جن میں آپ پیدا ہوئے اور آپنے پرورش پائی۔ مطالعہ کریں۔ قبل رسالت کا عرب وہ عرب نہ تھا جو اس کے ایک صدی بعد نظر آتا ہے۔ یہ مخالف جنگجو قبائل کے رقیبانہ نظاموں کا مرکز تھا۔ ہر ایک دوسرے کو مشتبہ نظروں سے دیکھتا تھا۔ اور صرف ایک دو مہینوں کے لئے جنگ روک دی جاتی تھی۔ کہ زائرین زیارت مکّہ سے واپس ہوجائیں۔ یہ وہ عرب تھا جہاں باشندوں کو قیامِ زندگی کے لئے بہت ہی سخت کوشش کرنا پڑتی تھی۔ یہی وہ عرب تھا۔ جو لڑکیوں کی معصوم جانوں کو زندہ دفن کرکے آسانی سے قربان کرسکتا تھا۔ یہی وہ عرب تھا جو بُت پرستی میں غرق تھا۔ یہی وہ عرب تھا۔ جہاں کے باشندے تمدّن کے حسین لفظ سے ناواقف تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو صحیح معنوں میں ابنائے صحرا تھے۔ جو سخت طبیعت تھے۔ اور سب سے بڑی دِقّت یہ تھی کہ وہ کسی صورت سے بھی مانوس ہونے پر تیار نہ تھے ؂

تاہم یہ عرب کی خوش قسمتی تھی۔ کہ وہاں یہ بزرگ ہستی پیدا ہوئی جس نے اس معاندانہ سطح سے بلند ہوکر تمام ماحول کو ایک حیرت انگیز طریقہ سے بدل دیا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا مؤرخین نے بار بار اعادہ کیا ہے۔ جہاں پہلے عرب جنگجو قبائل کا میدان کارزار بنا ہُوا تھا۔ محمد صلعم نے ایک متحدہ قوم پیدا کردی۔ جو اپنے حقوق کی حفاظت میں اتنی ہی مضبوط تھی۔ جتنی کہ وہ اپنے ان عقیدوں کو جنکو وہ صحیح سمجھتی تھی۔ دوسروں سے جو اس سے مختلف العقیدہ تھے۔ منوانے میں طاقتور تھی۔ جہاں پہلے عرب نسوانی زندگی کی کچھ قدر نہ کرتا تھا۔ وہاں رسولِ اسلام (صلعم) نے نہ صرف مردوں کو خودداری کی دائمی سند عطا کی۔ بلکہ صنفِ نازک حتیّٰ کہ بیکس غلاموں کو بھی عزّت عطا کی۔ جہاں عرب بت پرستی میں مبتلا تھا۔ وہاں رسول اللہ صلعم نے خدائے واحد کی عبادت کی تعلیم دی۔ جس کی عبادت کے لیے کسی واسطہ یا تمثیل کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ وہ بلاواسطہ تھی۔ یہ وہ اعلیٰ ترین مذہب تھا۔ جو اسوقت پیش کیا گیا اور اس کا یہ اثر ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ غیر متمدّن عرب نہ صرف سب سے زیادہ متمدّن انسان بن جاتے ہیں۔ بلکہ وہ تمام اقوام عالم کے اُستاد اور رہنما بن جاتے ہیں۔ اور وہ تلوار کے زور سے نہیں بلکہ منطق و فلسفہ کی قوّت سے قرونِ وسطیٰ کے مخالف تمدّنوں سے دیوارِ چین تک اپنے تمدّن کو منوا لیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ دنیا کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ جس پر ہر پیغمبر فخر کرسکتا ہے۔ اور یہی وہ معجزہ ہے جو بنی نوع انسان نے قیمتی وراثت کے طور پر پایا ہے۔ اچھا! تو پھر یہ معجزہ کیونکر ظہور پذیر ہوا۔ اس میں ذرا بھر بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شک و شبہ نہیں ہے۔ کہ یہ آپ کی زبردست روحانیت اور قوّت قدسیہ کا نتیجہ تھا +

رسول کریم صلعم کی مشکلات

اس سلسلہ میں ایک لمحہ کے لئے یہ دیکھنا کہ دوسرے پیغمبر اعظم اور محسن بنی نوع انسان حضرت عیسیٰ مسیح ؑ نے اپنا کام کس طرح انجام دیا۔ اور رسولِ عربی (صلعم) نے اپنا فرض کس طرح پورا کیا۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان دونو میں بہت بڑا اختلاف تھا اور مجھے خوف ہے کہ اس اختلاف طریق کے مقابلہ میں رسول عربی کے ساتھ انصاف نہیں برتا گیا۔ ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہودی ایک سخت دل غیر جنگجو قوم تھے۔ وہ عرصہ سے اپنی سیاسی اہمیت کھو چکے تھے۔ اور مصائب برداشت کرنے کے خوگر تھے۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو حضرت مسیح ؑ کی اس اعلےٰ قربانی کی داد دے سکتے تھے۔ رہے یونانی و رومی، تو وہ بھی حضرت عیسیٰ ؑ کے پیغام محبّت کو سمجھ سکتے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ ؑ کے بہت پہلے سے وہ تمدّنِ عالم اور انسانی برادری کے بڑے پیغاموں سے جن کو فلسفیوں نے انکو سُنایا تھا۔ واقف تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ ؑ کا یہ تخم پیغام "کہ تمام انسان خدائے واحد کے بچے ہیں،، ایک شاداب و زرخیز جگہ میں بویا گیا۔ یہ وہ جگہ تھی۔ جو تاریخی حیثیت سے اس پیغام کے لئے صحیح وقت پر اور صحیح آدمی کے ذریعہ سُننے کے لئے بنائی گئی تھی +

لیکن شاید ہم یہ نہ کہہ سکیں گے۔ کہ عرب کا بھی یہی حال تھا۔ عرب کم و زیادہ تمدّن کے خوشگوار اثرات سے محروم تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ (صلعم) کا کام اہم اور مشکل تر تھا۔ آپ کو ایسے لوگوں کو مانوس کرنا تھا۔ جو کبھی بھی مانوس و متمدّن نہیں ہوئے تھے۔ آپ کو ان سے ایک خدائے مطلق کی عبادت قبول کرانی تھی۔ حالانکہ وہ عرصہ دراز سے دوسرے طریق عبادت کے عادی تھے۔ اور یہی سبب تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کو دوسرے ذرائع اختیار کرنے پڑے۔ آپکو اپنی شخصیت منوانی پڑی۔ قدیم عربوں کی مخصوص ذہنیت کے سامنے محض برداشت مصائب ایک بے اثر چیز ہوتی، اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی ہوشیاری اور دانشمندی سے پتہ چلایا۔ کہ آپکو اپنے اہل وطن کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ نیز خدا کی راہ میں اگر سختی کی ضرورت پیش آئے۔ تو اس سے بھی کام لینا چاہیئے۔ آپنے محسوس کیا کہ آپ لوگوں کو مفتوح بنا کر زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور یہ آپکی عظمت اور بزرگی تھی۔ کہ آپنے ہمیشہ تکمیل مقصد کے لئے کم سے کم سختی جائز رکھی۔ ہم کو تاریخ بتاتی ہے۔ کہ جب آپ کو طاقتور دشمن سے سابقہ پڑا۔ تو آپنے اسے مغلوب کیا۔ ابتدا میں آپ کو ذرا سختی سے بھی کام لینا پڑا۔ مگر بعد کو آپ کی زندگی تمامتر الفت و محبّت ہو گئی۔ حتیٰ کہ آپ کی زندگی میں ایسے واقعات ملتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن کا حضرت عیسیٰؑ کے واقعات سے بخوبی مقابلہ کیا جا سکتا ہے آپ کو پہلے ایک آدمی کی طرح اپنے تئیں منوانا پڑا - اور جب آپ اپنے آپکو منوا چکے - تو آپنے اپنی تمام لیاقت و قوت خلق خدا کی خدمت میں لگا دی +

رسول اسلام کی بے نظیر تعلیم

آنحضرت صلعم کی نہ صرف انسانوں سے بلکہ جانوروں سے بھی غایت محبت کا پتہ چلتا ہے آپ محبت کے صحیح منبع و سرچشمہ تھے - آپنے اس چیز کو نہایت وسیع پیمانہ پر عملی جامہ پہنایا جو کبھی جرأت کی کبھی انصاف کی اور کبھی رحم کی صورت میں ظاہر ہوئی - آپنے دشمنوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے - اس نے آپکی سیرت کا مطالعہ کرنیوالے غیر متعصب لوگوں سے عزت و احترام حاصل کیا ہے - ہم کو آپ کی بلند پایہ عفو و بخشش کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے - آپنے کم از کم اس غلط خیال کو کبھی اپنے پاس نہ آنے دیا کہ جو شخص بھی صرف زبان سے خداوند پاک کی وحدت کا اقرار کر لے ایک سچا مسلم ہو سکتا ہے - آپ کا خیال تھا - اور نہایت صحیح خیال تھا کہ ایک سچے مسلمان کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کے دل کی حالت بدل گئی ہو - اسکے طرز زندگی میں انقلاب ہو گیا ہو - اس کا نقطۂ خیال دوسرا ہو گیا ہو - اور وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے محبت کرنے لگا ہو - آپنے اسی بات پر زور دیا اور جبتک ایک شخص میں یہ تبدیلیاں نہ ہوں وہ زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے مگر درحقیقت غیر مُسلم ہی رہیگا +

رسولِ عربی (صلعم) کی شخصیت غیر معمولی گرویدہ کُن تھی کیونکہ ہم کو ایسے اشخاص کا پتہ نہیں ملتا جنہوں نے آپکے ساتھ دغا کی ہو - آپ کی زندگی میں ہم کو کسی دغا بازی و غداری کا پتہ نہیں چلتا - اور اس سلسلہ میں آپکے ایک صحابی ابوذرؓ نے ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے - حضرت ابوذرؓ نے غصہ کی حالت میں ایک شخص کو "حبش کی اولاد" کے الفاظ سے یاد کیا - آپ کو اس سے سخت رنج ہُوا - اور آپنے فرمایا "ابوذر! دونو پلے برابر ہیں ایک سفید آدمی کو ایک سیاہ آدمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے" ان سادہ الفاظ کا حضرت ابوذرؓ پر بہت اثر ہُوا - وہ سخت شرمندہ ہوئے - اور اس آدمی کے پاس جا کر کہا کہ "آؤ میرے چہرے کو روندو اور مجھے معاف کر دو" اگر غصہ سے خالی یہ سادہ الفاظ اس قدر مؤثر ہوتے تھے - تو ایک شخص اس اثر کو سمجھ سکتا ہے - جس نے عرب جیسے پسماندہ ملک کو دنیا کے متمدن ترین ملک میں بدل دیا تھا +

ہر شخص بادی النظر میں سمجھ سکتا ہے کہ ایک ایسے مختلف الحیثیات پیغمبر کے بیشک وہ مذہب کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوعیت کیا ہوگی۔ یہ مذہب یقیناً سادہ اور عام فہم ہوگا۔ جو انسانی روح اور خدائے مطلق میں بلاواسطہ تعلق پیدا کرتا ہوگا۔ اور مرا ایک بیں اس بلاواسطہ عبادت نے نہایت ہی خوشگوار صورت اختیار کی ہے۔ ہر جگہ جہاں بھی ایک مسلمان آباد ہے۔ اس باقاعدہ عبادت کا وجود پایا جاتا ہے۔ اسے کسی خاص معبد کی ضرورت نہیں۔ کبھی ایک صحرا اس کی مسجد ہے۔ اور کبھی ایک درخت کا سایہ اسکا معبد ہے۔ خواہ سفر ہو یا حضر۔ جہاں کہیں بھی نماز کا وقت آجاتا ہے۔ عبادت گزار مسلمان اسکے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ میں اس کو ایک مذہب کی بلند ترین خصوصیت سمجھتا ہوں۔ اور ایسا بلند ترین مذہب انسانی روح اور خدائے پاک کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رکھتا۔ اگر ہم رحمتِ الٰہی سے مستفید ہوتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بلاواسطہ اس سے اسکے طالب نہ ہوں۔ اور یہی وہ بڑا پیغام ہے۔ جسے رسول اللہ (صلعم) نے لوگوں تک پہنچایا۔ اور اسپر عمل کیا اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ کہ مسلمان خواہ دوسری حیثیتوں میں رسول (صلعم) کی تعلیمات سے کتنے ہی دور جا پڑے ہوں مگر اس عمل کا اثر اب تک ان میں اسی طرح باقی ہے۔ اور اب تک اسپر ان کا ایمان ہے۔

اسلام کی ایک دوسری خصوصیت اسکی جمہوری فطرت مساوات ہے۔ ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایک مُسلم، مُسلم ہونے کی حیثیت سے ہر دوسرے مُسلم کے برابر ہے۔ اگر ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو فخر و غرور سے دیکھتا ہے۔ تو وہ اتنی حد تک مسلمان نہیں رہتا۔ اور اسکی عملی مثال آپکو ہر جگہ اسوقت مل سکتی ہے۔ جبکہ مسلمان مسجدوں میں اپنی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

اس تعلیم کے اثرات۔ کیا آپ مجھے اجازت دینگے کہ اس مذہب عظیم کے بعض دوسرے بعید اثرات پر کچھ عرض کروں۔ سب سے پہلے جو اثر ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کرتا ہے وہ مسلمانوں کا سیاسی اقتدار ہے۔ جو انہوں نے متمدن دنیا کے ایک بڑے حصہ پر قائم کر رکھا تھا۔ تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ کس طرح عربوں کے جوش و حربی قابلیت نے ایران کی قدیم عظیم الشان سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ تاریخ ہم کو یہ بھی بتاتی ہے۔ کہ کس طرح قسطنطنیہ جو اب تک مسلمانوں کے قبضے میں ہے فتح ہوا اور اور کس طرح اسپین مسخر کیا گیا۔ یہ صرف ایک اضطراری واقعہ ہے کہ یورپ اسلامی حکومت کا ایک جز بننے سے بچ گیا۔ میں اس اصلاح و تعمیر کے کام کی طرف آپکو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو مسلمانوں نے دنیا کے دُور دراز گوشوں میں مختلف قبائل اور انسانی جماعتوں میں انجام دیا۔ یہ افریقہ کی وحشی قومیں تھیں۔ یہ وہ قومیں تھیں۔ جو شاید کبھی بھی یہ نہ جان سکتی تھیں کہ ایک خدا کو جاننے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی عبادت کرنے کے کیا معنی ہیں۔ یہ وہ قومیں تھیں جو جہالت وضلالت اور مراسم قبیحہ کی تاریکی میں گھری ہوئی تھیں۔ میرے خیال میں یہ احساس کہ ایک ایسا مذہب موجود ہے جو اپنے حیات بخش اثرات سے نہ صرف طاقتور سلطنتوں کو فتح کر سکتا ہے۔ بلکہ غیر متمدن قوموں کی زندگی کی کایا پلٹ دے سکتا ہے۔ شاندار فتوحات کے تذکرہ سے کہیں زیادہ قابل یادگار ہے۔ وہ مذہب جو صرف اُمراء کی پروا کرتا ہو یا ایک ایسا مذہب جو صرف خوشحال لوگوں کے لئے باعث ہدایت ہو۔ یا ایک ایسا مذہب جو صرف اپنے سیاسی اقتدار کے حصول کی فکر کرتا ہو۔ حقیقتاً صحیح معنوں میں ایک مذہب نہیں کہا جا سکتا حقیقی مذہب وہ ہے جو ہر جگہ پہنچتا ہے اور جو غیر متمدن وحشی قوموں کی تاریک فضا کو اپنے نور ہدایت سے منوّر کر دیتا ہے۔ یہی چیز ہے جو سب سے زیادہ مجھے متاثر و گرویدہ کرتی ہے۔ مسلمانوں نے اس بانیٔ اعظم (صلعم) کے ماتحت جو تبلیغی کام کیا ہے اسکی یہی روح ہے اور اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج افریقہ و ملایا کی متعدد وحشی قومیں اسلام کے آغوش میں نظر آتی ہیں ؂

اسلامی تمدّن کی تجارتی اہمیت کو بھی کسی صورت سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ عرب سب سے زیادہ نفاست پسند اور بہترین تاجر تھے اور تمام اسلامی ممالک کا بہترین ریشمی و باریک سوتی کپڑا قرونِ وسطیٰ کے نیم وحشی یورپ کو بھیجا جاتا تھا۔ ہر شخص کو اس بات کا علم ہے کہ وینس نے شیشہ کے آلات میں عربوں کی نقل کی ہے انہوں نے بحری قونصل مقرر کرنا انہیں سے سیکھا ہے تبادلہ کی ہنڈیوں کا طریقہ اور مختلف ممالک میں تجارتی تعلّقات قائم کرتے بھی انہیں سے سیکھے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ مگر میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ تین اہم ترین ایجادوں کا جس نے یورپ کے تمدّن میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے سہرا مسلمانوں ہی کے سر ہے۔ یہی تمدّن آج دنیا کا تمدّن ہے۔ اور مسلمانوں کی یہ تینوں ایجادیں یہ ہیں:- قطب نما۔ بارود۔ اور کاغذ۔ یہ تینوں چیزیں خواہ اچھی ہوں یا بُری یورپ کے موجودہ تمدّن کی صفِ اوّل میں موجود ہیں

لیکن جو اثر کہ ذاتی حیثیت سے اور فطرتاً مجھے اپنی طرف کھینچتا ہے وہ زبردست اسلامی تمدّن کا مہذّب اثر ہے۔ بغداد۔ شیراز۔ قرطبہ اور قاہرہ اس عہد کے اسلامی تعلیمی مرکز تھے۔ کتابوں اور نباتات کے نمونوں سے لدے ہوئے کاروان بخارا سے دجلہ اور مصر سے اندلس آتے جاتے نظر آتے ہیں۔ قسطنطنیہ اور ہندوستان جیسے دُور دراز ملک کو صرف اس غرض سے سفراء روانہ کیئے گئے کہ وہ وہاں سے اساتذۂ فن اور نادر کتابوں کو لائیں۔ یونان کے دو غیر فانی منطقی افلاطون و ارسطو یورپ کے کلیساؤں میں مدفون و گمنام پڑے تھے۔ اور یہ مسلمانوں کا عظیم الشان کارنامہ ہے

کہ انہوں نے ان کو گوشۂ گمنامی سے نکالا۔ ان کا ترجمہ کیا۔ ان کا مطالعہ کیا۔ شمع علم کو روشن رکھا۔ اور پھر اسے تمدن یورپ کے جو قرونِ وسطیٰ میں پیدا ہوا ہے۔ حوالہ کر دیا۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے۔ اور شاید یہ صحیح بھی ہے۔ کہ عرب انفراداً علم ہیئت و نجوم اور طبیعیات کی مختلف ایجادات کے ذمہ وار نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی یہ ایک طے شدہ صداقت ہے۔ کہ وہ علوم و حکمت کی تحقیقات کے نئے طریقوں اور تحقیقات کے نئے انداز اور علم مساحت کے بانی کہے جا سکتے ہیں۔ اور یورپ کے تمام بڑے فلسفی ان سے متاثر نظر آتے ہیں۔ البرٹ اعظم اور اکو نس عربی علوم و عربی فلسفہ کے طالب علم تھے۔ راجر بیکن جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ اور وہ یورپ کے علمی تمدن کا باوا آدم تھا۔ کہتا ہے کہ حصول علم کا واحد ذریعہ عربی زبان اور عربی علوم کی تعلیم حاصل کرنا ہے۔ عربی علوم کی یہ عظمت تھی۔ اور ان کے ساتھ ہی طب و جراحت کے علوم بھی ہیں۔ ادبیات میں ان کی وجہ سے اطالوی شاعری میں جو ترقی ہوئی۔ اس نے اطالیہ کے شاعر اعظم ڈینٹی کی ہمت افزائی و راہنمائی کی۔ مشرق کے اسلامی ممالک میں جو شعر پیدا ہوئے اور موسیقی میں جو کامیابیاں حاصل ہوئیں ان کا تذکرہ ہی محال ہے۔ یقیناً عربی تمدن دار الحکمت تھا۔ اسلام کی یہ عظمت اس عظیم الشان تعلیم کا جو رسول عربی (صلعم) کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ نتیجہ ہے اور وہ تعلیم یہ تھی کہ "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" یہ ایک کھلا ہوا آغوش تھا جو دنیا کی ہر قیمتی چیز کو اپنے اندر سمیٹ لینے کے لئے تیار تھا۔ یہی وہ کشادگی آغوش ہے۔ جس نے مسلمانوں کو بڑا بنایا ہے۔ اسی روشن دماغی کے فقدان کا نتیجہ تھا۔ کہ قرونِ وسطیٰ میں یورپ میں فلسفہ نہ پھیل سکا۔ تا آنکہ وہ آزاد خیال ہونا سیکھ گئے۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ تمام عالم کے لئے یہ ایک مصیبت کبریٰ ہے۔ کہ اب مسلمان اس قدر روشن خیال و وسیع النظر نہیں رہے ہیں۔ اسی خیال نے مسلمانوں کو بہت پیچھے کر دیا ہے۔ آپکو سمجھنا چاہیئے کہ کوئی خاص علم یا کوئی خاص ایجاد چونکہ کسی خاص ملک یا قوم میں عالمِ وجود میں آئی ہے۔ اس لئے وہ اس قوم یا ملک کی ملکیت نہیں ہو جاتی۔ ایک علم خواہ اُسے کسی نے بھی اور کسی جگہ بھی ترقی دی ہو۔ ہوا اور پانی کی طرح ایک ملکیت عامہ ہے اور جو قوم بھی کسی علم سے خواہ وہ کسی ذریعے سے عالم وجود میں آیا ہو۔ اپنے انگوٹھا ہرا بچانا چاہتی ہے۔ اپنی ترقی کو مسدود کرتی ہے۔ یہی وہ عظیم الشان تعلیم تھی۔ یہی وہ رسولِ عربی (صلعم) کی وہ حصول علم کی آزادانہ تعلیم تھی جس نے پیغمبر اسلام (صلعم) کی تنظیم کو یہ عظمت عطا کی ہے ٭ (تازیانہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمانۂ حاضرہ کے عجائبات

مصر کے مینار۔ بابل کے معلق باغات۔ ایشیائے کوچک میں موسولس کا مقبرہ۔ السیفس میں ڈائنا کا مندر۔ روڈس کا بت کولوسس۔ وادی اولمپیا میں جیوپیٹر کا مجسمہ۔ اسکندریہ میں روشنی کا مینار۔ عہد قدیم کی متمدّن تہذیب کا مظہر متصوّر کیئے گئے ہیں۔ ان میں وادی نیل کے مینار ابھی تک فراعنۂ مصر کی ہیبت ناک حکمرانی اور بے شمار غلاموں کی پیہم و متواتر مشقت کا پتہ دیتے ہیں۔ ان میناروں اور ابوالہول کے سوا عہد کہن کے بقیہ عجائبات وقت کے تباہ کُن ہاتھوں سے مٹ چکے ہیں۔

عہدِ حاضرہ کے سب سے پہلے اور نہایت وسیع الاثر کارنامے یعنی علم الجراثیم کی بنیادیں ایک کیمسٹ نے رکھیں۔ اسوقت ہمیں بکٹیریا کی ایک ہزار اقسام کا علم ہے۔ ہزاروں لیبوریٹریوں میں انکے متعلق تجربات ہو رہے ہیں۔ چیچک۔ طاعون۔ تپ۔ سُرخ ہیضہ۔ تپ محرقہ۔ انفلوئنزا۔ اسہال۔ خناق اور بہت سے امراض جن کے تصوّر سے انسان کی رُوح کانپتی تھی اب اسکے قابو میں آگئے ہیں۔

علم جراثیم کی اور طبیعات کی تحقیقات نے زمانہ حال کے دوسرے اعجوبہ کی بنیادیں استوار کردیں یعنی مادہ کے نظامِ ترکیبی اور عمل انتشار کے متعلق انسانی علم میں ایک نہایت گراں قدر اضافہ کر دیا۔ ذرہ کے نظام ترکیبی کا انکشافات انسانی دماغ کی عظمت کی مستقل یادگار ہے۔ قدیم فلاسفروں سے لیکر زمانہ قدیم کے ارباب سائنس تک سر پٹکتے رہے کہ جسے ہم ذرہ کہتے ہیں اس کی ماہیت کیا ہے۔ لیکن وہ آگ پانی ہوا اور مٹی کے عناصر مثبت مرکز رکھتا ہے۔ اور اس مرکزی ایلکٹیرون کے گرد منفی ایلکٹرون نہایت تیزی سے گھومتے ہیں۔ اگر موخرالذکر میں سے کسی ایک الکٹرون کو اسکے خط گردش سے منحرف کر دیا جائے تو ذرہ کی ترکیب بدل جائے گی۔ جاپان کے ایک سائنس دان نے پارہ سے سونا اسی اصول پر تیار کیا ہے۔ اسی اصول کے ماتحت بیسویں صدی کے جادوگر کیمسٹ نے کوئلہ ایسی کثیف شے سے صدہا قسم کے خوشبویات اور ادویات اور رنگ و روغن اور پالش تیار کیئے ہیں جو اپنی نوعیت میں قدرتی اشیاء کا مقابلہ کرتے ہیں۔ عمل انتشار کی دریافت سے مادہ ذرّوں کا بے جان تودہ نہیں رہا بلکہ زندہ اور متحرک طاقتوں کا مخزن بن گیا ہے۔

زمانہ حال کا تیسرا اعجوبہ یہ ہے کہ روشنی حرارت ذرائع آمد و رفت اور میکنیکل طاقت کی بہم رسانی کے لئے برقی قوّت سے کام لیا جاتا ہے۔ برقی طاقت نے انسان کو ادنیٰ اور غیر ضروری محنت سے آزاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر دیا ہے۔ ٹیلیفون۔ برقی لیمپ برقی بھٹی۔ لاسلکی ریڈیو اور ٹیلی وژن کے سامنے پرانی دنیا کے عجائب میں کی کوئی حقیقت نہیں۔ گذشتہ نصف صدی میں برقی طاقت نے ہماری صنعتی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ہمارے کارخانے ریلیں۔ ٹریموئے اور موٹر کاریں اس کی مدد سے چلتی ہیں

زمانہ حال کا چوتھا اعجوبہ ہے سنہ ۱۹۲۸ء کے خاتمہ پر کل موٹر کاروں کی تعداد دو کروڑ اسی لاکھ تھی جن میں سے دو کروڑ تیس لاکھ صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ میں چلتی ہیں۔ تاریخ عالم میں کوئی ایسی ایجاد نہیں جس نے موٹر کار کے بالمقابل انسانی زندگی اور عادات میں اس قدر انقلاب انگیز تبدیلی پیدا کی ہو۔ فن پرواز کے حیرت زا مظاہرہ اسی گیس انجن کے رہین منت ہیں۔ اسکی مدد سے بحر قلزم پانچ مرتبہ عبور کیا جا چکا ہے۔ وقت اور فاصلہ حدود کی مٹ رہی ہیں اور اقوام عالم ایک دوسرے سے قریب آرہی ہیں۔

ڈاکٹر اسٹرٹین کی فہرست عجائبات میں پانچویں نمبر پر تعمیرات کے وہ جدید طریقے ہیں جن میں دھاتوں اور سیمنٹ سے کام لیا جاتا ہے بظاہر یہ کوئی شاندار کارنامہ نہیں لیکن آپ موجودہ فن انجینری کے کمالات پر سرسری نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا ستر ستر منزلوں کی فلک نما عمارتیں عظیم الشان پل۔ جہاز نہریں۔ تحت الارض۔ ریلیں۔ سرنگیں۔ انجن اور مشینیں فولاد اور سیمنٹ کے اجتماع کا نتیجہ ہیں۔ جدید فن تعمیرات کی مدد سے مصر کا سب سے بڑا مینار ہزاروں مزدوروں کی جانکاہ محنت سے برسوں میں تیار ہوا تھا۔ چند مہینوں میں تیار ہو سکتا ہے۔ موجودہ عمارتوں میں جو فولاد لگایا جاتا ہے۔ وہ لکڑی سے بیس گنا پتھر سے دس گنا اور ڈھلے ہوئے لوہے سے ۵ گنا مضبوط ہوتا ہے اور نسبتاً سستا۔

چھٹا اعجوبہ فن فلزیات ہے نئی قسم کی برقی بھٹیوں میں چھ ہزار درجے کی حرارت پیدا ہو سکتی ہے جس میں ہر جداگانہ ضرورت کے لئے نئی نئی دھاتیں تیار کی جاتی ہیں۔ نکل فولاد جو بیلون اور موٹر کار کے خاص پرزوں کے کام آتی ہے معمولی فولاد سے ۵۰ فی صدی مضبوط ہوتا ہے۔ منگنیس فولاد جس کی پیٹیاں بنائی جاتی ہیں آگ کا اثر نہیں ہو سکتا فولاد کی ایک نئی قسم کا بیندڈیم ہے جس کی مضبوطی اور لچک کا یہ عالم ہے کہ اس کا ایک انچ مربع ٹکڑا ایک لاکھ ۳/۱ ۳ لاکھ پونڈ وزن اٹھا سکتا ہے ساتواں م صحرائے اعظم کے سیاح کو ہر وقت تازہ اور ایسی خوراک بہم پہنچ سکے جسکے وٹامن یعنی جوہر ضائع نہ ہوئے ہوں۔

آٹھواں اعجوبہ ہوائی جہاز ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ کے نئے ہوائی جہاز اپنی وسعت میں عظیم الشان ہوٹلوں سے کم نہیں۔ فن پرواز کی ترقی نے تہذیب و تمدن کا نقشہ بدل دیا ہے اور کرۂ ارض جس کی وسعت اور اولوالعزم سیاحوں کو مرعوب کیا کرتی تھی اب بہت مختصر نظر آنے لگا ہے۔

م اعجوبہ وہ طریقہ جس سے کھانے پینے کی چیزوں کو عرصہ دراز تک اصلی حالت میں قائم رکھا جاسکتا ہے۔ جس سے صحرائے م

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نواں اعجوبہ وہ بے شمار کلیں اور مشینیں ہیں۔ جن سے انسانی زندگی غلامانہ مشقت سے آزاد ہو کر خوشگوار ہو گئی ہے۔ زمین کی آب پاشی کاشت اور فصلوں کی فراہمی پہلے کسقدر صبر آزما تھی اور اب کتنا دلچسپ مشغلہ ہے۔ اب زندگی کے ہر شعبہ میں مشینیں کام کرتی ہیں۔ کپڑا سیتی ہیں۔ آٹا پیستی ہیں۔ حساب کتاب کا کام کرتی ہے۔ کتابیں اور اخبار چھاپتی ہیں۔ بیسویں صدی مشینوں کی صدی ہے اور ارباب سائنس کی یہ کوشش ہے کہ دنیا کے کاموں میں انسان کو ہاتھ اور دماغ سے محنت لینے کی حتی الامکان ضرورت نہ رہے +

آنحضرت صلعم کیونکر خاتم النبیین ہوئے؟

اس بارہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ مسلمانوں میں کبھی اختلاف نہیں ہُوا اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ اگر کوئی اختلاف ہے تو محض اس آیت "خاتم النبیین" کے معنی اور مفہوم میں ہے۔ اس اختلاف کا باعث دو ہی باتیں نظر آتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ لُغت عرب کے محاورہ اور طریق استعمال کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ بے شک خاتم کے دو نو معنی (مُہر اور آخر) لُغت عرب میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کثرت استعمال کو دیکھا جائے تو خاتم بمعنی زینت یا مُہر کے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو خاتم کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ شخص آخر یا انتہا ہوتا ہے ان چیزوں کا جن چیزوں کی طرف خاتم کی اضافت ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے محض یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ شخص جسکو خاتم کا خطاب ملا ہے وہ ان چیزوں میں سے جسکی طرف خاتم کی اضافت ہوتی ہے کامل اور اکمل فرد ہے۔ بلفظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کی چوٹی اور سرتاج ہوتا ہے۔ اس قسم کے حوالجات جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خاتم بمعنی آخر یا انتہاء کے نہیں ہوتے بہت سارے لکھے جا چکے ہیں۔ سرِ دست میں ایک اور حوالہ پیش کرتا ہوں تاکہ یہ واضح ہو کہ خاتم کا لفظ کن معنوں میں زیادہ استعمال ہوتا ہے +

مولانا عبدالباری صاحب لکھنوی مرحوم اپنی کتاب الباقیات الصالحات فی المسانید والاوائل والمسلسلات کے صفحہ پر لکھتے ہیں:۔ "فقد اجازنی المشائخ الکرام والعلماء العظام منھم شیخی و شیخ مشائخی اجلھم واعظمھم علماء و عرفانا عمدۃ المدققین مولائی و مرشدی و جدی مولانا الحافظ محمد عبدالرزاق قدس سرہ العزیز و ادام اللہ فیوضہ و برکاتہ عن المحدث الکامل مرزا حسن علی بن عبدالعلی والمحدث الکامل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الشیخ حسین احمد بن علی احمد الکھنوی عن خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز الدھلوی عن ابیہ شاہ ولی اللہ المشھور" یعنی مجھے بڑے بڑے مشائخ نے حدیث بیان کرنے کی اجازت دی ہے۔ جن میں سے ایک تو میرے مولا و مرشد اور میرے دادا حافظ محمد عبدالرزاق ہیں۔ جنہوں نے ایک محدث کامل یعنی مرزا حسن علی بن عبد العلی سے اور مرزا حسن علی نے ایک اور کامل محدث یعنی حسین احمد لکھنوی سے اور حسین احمد نے خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سے اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے مشہور بزرگوار والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب سے اجازت لی تھی ۔

مذکورہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انکے نزدیک خاتم المحدثین تھے۔ لیکن انکا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ شاہ عبدالعزیز کے بعد اور کوئی محدث نہیں تھا۔ کیونکہ خود اسی عبارت میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے بعد دو کامل محدثین کا ذکر ہے۔ یہ دونو محدث شاہ عبدالعزیز صاحب کے بعد کے تھے۔ جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہاں خاتم کے معنی سوائے اتم اور اکمل فرد کے اور نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں دوسری جگہ پر اس قسم کا خطاب مولانا عبدالباری صاحب اپنے پردادا کے متعلق بھی استعمال کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "حسرۃ المسترشد لوصال المرشد" کے صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں " فاقول ھو...... مولانا الحافظ الحاج محمد عبد الوھاب بن مولانا عبد الرزاق بن خاتم الفقھاء والمفسرین جمال الدین" یعنی اسجگہ انہوں نے اپنے پردادے کو بھی خاتم الفقھاء والمفسرین کے لقب سے یاد کیا ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ آیت کے مفہوم اور مطلب پر غور نہیں کیا گیا۔ کہ آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین کا خطاب جو ملا ہے وہ کس وجہ اور کس سبب سے ملا ہے۔ آیا آپ کو اس وجہ سے خاتم النبیین کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ یا اسوجہ سے کہ آپ میں وہ خوبی اور وہ فضیلت اور بڑائی موجود ہے جو دوسرے انبیاء میں نہیں ہے۔ اور اس خوبی و کمال کی وجہ سے آپ اس خطاب کے مستحق ہوئے اور دوسرے جتنے بھی انبیاء گذرے ہیں اس خطاب کے اہل نہ تھے۔ پہلی شق تو بالکل باطل ہے کیونکہ اس سے نہ تو نبی کریم صلعم کی کوئی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مطلب نکلتا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے ان سے اور سب سے پیچھے آنے ہونے میں فی ذاتہ کوئی خوبی نہیں ہے۔ اسلئے ہمیں یہی تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ خطاب نبی کریم صلعم کے لئے بطور اعزاز اور تفضیل کے ہے۔ اور یہ آیت مقام مدح میں ہے جس سے نبی کریم صلعم کی فضیلت تمام انبیاء پر ظاہر کرنا مقصود ہے۔ چونکہ ولکن رسول اللہ سے صرف اتنا ہی ثابت ہو سکتا تھا کہ آپ مومنوں کے روحانی باپ ہیں اور اس میں تمام انبیاء شریک ہوتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں کیونکہ وہ بھی تو اپنی اُمّت کے رُوحانی باپ ہیں۔ اس لئے نبی کریم صلعم کی دوسری فضیلت ظاہر کرنے کے لئے وخاتم النّبیّن فرمایا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اس لحاظ سے کہ آپ میں تمام انبیاءؑ کی خوبیاں اور کمالات جمع ہیں اور جو بھی نبی آئیگا آپ سے فیض لیکر آئیگا۔ اس لئے آپؐ نہ صرف مومنوں کے روحانی باپ تھے بلکہ تمام انبیاءؑ کے بھی روحانی باپ تھے۔ یعنی آپؐ میں ہر قسم کا کمال موجود ہے اسوجہ سے آپؐ خاتم النبیین کے خطاب سے مشرف کیئے گئے اس معنی کی تائید خود عارف ربّانی عبدالکریم بن ابراہیم جیلانی نے اپنی کتاب "الانسان الکامل فی معرفۃ الاواخر والاوائل" میں باب ۳۶ جزو اوّل صفحہ ۹۷ و صفحہ ۹۸ پر کی ہے وہ لکھتے ہیں:۔ "واما اللوحان المخصوصان بموسیٰ علیہ السّلام فاللوح الاول لوح الربوبیۃ واللوح الثانی لوح القدرۃ وھذا لم یکمل احد من قوم موسیٰ لانہ لم یؤمر باظہار السعۃ الراح فلم یکمل من قومہ بعدہ و لم یرثہ احد من قومہ بخلاف سیّدنا محمد صلعم فانہ ما ترک شیئاً الا ویلغہ الینا قال اللہ تعالیٰ "ما فرطنا فی الکتاب من شیئ" وقال تعالےٰ "وکل شیئ فصلناہ تفصیلاً" وھذا کانت ملتہ خیر الملل ونسخ بدینہ جمیع الادیان لانہ اتی بجمیع ما اتوا بہ وزاد علیھم مالم یأتوا بہ فنسخت ادیانھم لنقصھا وشھرۃ دینہ بکمالہ قال اللہ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" ولم تنزل ھذہ الاٰیۃ علےٰ نبی غیر سیدنا محمد صلعم ولو نزلت علی احد لکان ھو خاتم النّبیّن وما صح ذالک الا لمحمد صلعم فنزلت علیہ فکان خاتم النبیّن لانہ لم یدع حکمۃ ولا ھدی ولا علما ولا سرّاً الا وقد نبّہ علیہ واشار الیہ علیٰ قدر ما یلیق بالتبیین لذالک السر اما تصریحا واما تلویحا واما اشارۃ واما کنایۃ واما استعارۃ واما محکما واما مفسرا واما مؤولا واما متشابھا الیٰ غیر ذالک من انواع لکمال البیان فلم یبق لغیرہ مدخلا فاستقل بالامر وختم النبوّۃ لانہ ما ترک شیئاً یحتاج الیہ الا وقد جاء بہ فلا یجد الذی یاتی بعدہ من الکمل شیئاً مما ینبغی انہ ینبہ علیہ الا وقد فصل صلی اللہ علیہ وسلم ذلک فیتبعہ ھذا الکامل کما نبہ علیہ ویصیر تابعا فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہ وکان محمد صلعم خاتم النّبیّن لانہ جاء بالکمال ولم یجئ ا۔۔۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بذالک"۔

ترجمہ:- اور دو لوح (تختیاں) جو محض حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لئے مخصوص تھیں ایک لوح ربوبیت تھی دوسری لوح قدرت۔ اس سبب سے موسیٰؑ کی قوم میں سے کوئی کامل انسان پیدا نہیں ہُوا کیونکہ انکو تمام الواح (جو کہ کل نو تھے) ظاہر کرنے کا حکم نہیں تھا۔ پس اسکے بعد اسکی قوم میں سے کوئی کامل نہ ہُوا اور نہ ہی اسکی قوم میں سے اس کا کوئی وارث ہُوا برخلاف ہمارے سردار محمد صلعم کے کیونکہ آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی بلکہ سب کی سب ہم کو پہنچا دی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی"۔ اور فرمایا "کہ ہم نے اسی کتاب میں ہر چیز کی تفصیل کی ہے"۔ اسوجہ سے آپؐ کی ملّت خیر الملل ہوئی اور تمام ادیان آپؐ کے دین کے ساتھ منسوخ کیئے گئے۔ کیونکہ آپؐ تمام چیزوں کو جو گذشتہ انبیاءؑ لائے تھے لیکر آئے۔ بلکہ ان سے زیادہ لائے۔ پس ان گذشتہ انبیاءؑ کے ادیان منسوخ کیئے گئے۔ بسبب انکے ناقص ہونے اور آپؐ کے دین کے کمال سے مشہور ہونے کے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ یہ آیت ہمارے آقا محمد صلعم کے سوائے اور کسی نبی پر نہیں اتری۔ اگر یہ آیت کسی اور کے اوپر اُترتی تو ضرور وہ خاتم النبیین بنجاتا۔ اور یہ شرف محض محمدؐ کو ہی حاصل ہو سکتا تھا۔ اس لئے یہ آیت آپؐ پر اتری اور آپؐ خاتم النبیین بن گئے۔ اس لئے کہ کوئی ایسی حکمت نہیں۔ نہ ہدایت۔ نہ علم اور نہ کوئی بھید (حقیقت اور راز) جسکی آپؐ نے بقدر ضرورت آگاہی نہ دی ہو یا کم از کم جسکی طرف اشارہ نہ کیا ہو۔ کبھی تلویح کے رنگ میں کبھی اشارۃً۔ کبھی کنایۃً۔ کبھی علم کے طور پر کبھی مفسّر کبھی مؤوّل اور کبھی متشابہ کے رنگ میں۔ غرض کبھی اور مختلف بیان کے اعلیٰ طرز کے ذریعہ سے۔ پس اب کسی غیر کے لئے اس کمال میں داخل ہونیکی گنجائیش نہیں رہی۔ پس آپ اس امر میں مستقل ہوئے اور نبوّۃ پر مُہر لگا دی۔ اس لئے کہ آپؐ نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس کی طرف بنی نوع انسان کو احتیاج ہو بلکہ سب کے سب لائے۔ پس جو بھی کامل شخص آپؐ کے بعد آئے گا اسکو ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئیگی جسکی طرف آگاہی دینا ضروری ہو اور آپ نے آگاہی نہ دی ہو بلکہ ضرور ہے کہ آپؐ نے اس کی طرف آگاہی دی ہو گی۔ پس ضروری ہُوا کہ وہ کامل آپ کا اتباع کرے اس طرح جس طرح کہ آپؐ نے بیان کیا۔ اور یہ کامل آپ کا تابع ہو جائیگا۔ پس آپکے بعد تشریعی نبوّت منقطع ہو گئی اور آپؐ خاتم النبیین ہوئے۔ اس لئے کہ آپؐ کمال لیکر آئے ہیں اور آپؐ کے سوا ایسا کمال کوئی نہیں لایا۔

عارف ربّانی عبد الکریم جیلانی کی مذکورہ بالا عبارت سے قارئین کو واضح ہو گیا ہو گا کہ آنحضرت صلعم کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو خطاب خاتم النبیین کا ملا ہے۔ محض اسوجہ سے ملا ہے۔ کہ جتنے بھی کمال گذشتہ انبیاء و مرسلین میں موجود تھے۔ آپؐ میں وہ سب موجود تھے بلکہ ان سے بڑھ چڑھ کر ــــ الغرض جتنی بھی تعلیم اور سکیم جو انسانی زندگی سے تعلق رکھتی ہے خواہ دنیاوی ہو یا اخروی سب کی سب آپ کی کتاب میں موجود ہے۔ یعنی آپؐ کی کتاب کی تعلیم پر چلکر انسان حسنات دارین سے محفوظ اور سیئات عالمین سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور آخر میں بہت وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ چونکہ آپ ہر قسم کی تعلیم لائے ہیں اب کسی اور شریعت کی ضرورت نہیں اس لئے نبوّت تشریعی منقطع ہو گئی اور آپ خاتم النبیین بنگئے محض اسوجہ سے کہ آپ کمال لیکر آئے نہ اسوجہ سے کہ آپ سے پیچھے آئے۔ فقط والسلام خاکسار ایوب مولوی فاضل

ہندوستان کی وسعت و رقبہ ہندوستان کا رقبہ ۱۸ لاکھ مربع میل یا ایک ارب ½ ۱۶ کروڑ ایکڑ ہے۔ یہ رقبہ سلطنت جرمنی سے ۷ گنا، جاپان کے رقبہ سے ۱۱ گنا برطانیہ سے ۱۵ گنا زیادہ ہے۔ سارے یورپ کا رقبہ منفی۔ روس کا رقبہ ہندوستان کے رقبہ کے برابر ہے۔ ہندوستان میں ۶ لاکھ ۸۸ ہزار گاؤں اور صرف ۲۳۱۶ شہر ہیں۔ ہندوستان میں ۷۰۰ چھوٹی بڑی ریاستیں ہیں۔

ہندوستان کی آبادی سنہ ۱۹۲۱ء کُل دنیا کی آبادی ۱۷۰ کروڑ۔ ہندوستان ۳۲ کروڑ۔ برٹش ہندوستان ¾ ۲۴ کروڑ دیسی ریاستیں ¼ ۷ کروڑ۔ امریکہ برطانیہ ¼ ۴ جاپان ¼ ۶ کروڑ جرمنی ۵ کروڑ فرانس ۴ کروڑ۔ اٹلی ۴ کروڑ۔ بالشویک روس ½ ۱۴ کروڑ۔ چین ۴۵ کروڑ۔ امریکہ (اضلاع متحدہ) ½ ۱۱ کروڑ۔ دنیا کی ⅕ آبادی کا حصہ ہندوستان میں رہتا ہے۔

ہندوستان کی آبادی امریکہ سے تین گنا جاپان سے ۵ گنا جرمنی سے ۶ گنا روس سے دو گنا برطانیہ سے ۸ گنا زیادہ ہے۔ ہندوستان کی کل آبادی کا ۹/۱۰ حصہ گاؤں میں رہتا ہے واقعی ہندوستان کتنا بڑا ملک ہے۔ ملک نہیں بلکہ براعظم ہے۔

ہندوستان میں بولی جانیوالی زبانیں اُردو بولنے والے ۱۰ کروڑ۔ بنگالی بولنے والے ۵ کروڑ تلنگو بولنے والے ½ ۲ کروڑ مرہٹی بولنے والے ۲ کروڑ تامل بولنے والے ۲ کروڑ پنجابی بولنے والے ¼ ۱ کروڑ۔ راجستھانی بولنے والے ¼ ۱ کروڑ بنگ زری بولنے والے ایک کروڑ۔ قومی مشترکہ زبان ہندی یا ہندوستانی ہے جسکو کم و بیش ملک کے ہر حصہ میں سمجھا اور بولا جاتا ہے۔

برٹش ہندوستان میں تعلیمی حالت کُل ۲۱۱ کالج۔ ۱۳ قانونی میڈیکل ۷۔ ۱۶ انجنیرنگ۔ ۲۱ ٹیچرز ٹریننگ ۵ زراعتی ۳ وٹرنری۔ ۱۴ کمرشل۔ ۲۰ خاسٹری و جنگلاتی کالج ہیں ۴۰۰ ۳۶ ہائی سکول ۳۳۲۰ اینگلو ورنیکلر مڈل۔ ۴۹ ۲۲ ورنیکلر مڈل سکول اور ۱۷۵۵۹۶ پرائمری سکول۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات

نمبر شمار	نام صیغہ جات	بقایا سابقہ			فاضلہ سابقہ			آمد ماہ حال			خرچ ماہ حال			بقایا موجودہ			فاضلہ موجودہ		
۱	بقایا پیشگی	۰	۰	۰	۰	۳	۳۵۴۱۲	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳	۴	۳۰۷۱۲
۲	بیت المال	۷	۴	۱۷۰۶۵۶	۰	۰	۰	۹	۴	۸۲۲۸	۳	۶	۲۲۱	۱	۳	۱۷۸۶۶۳	۰	۰	۰
۳	طبع و اشاعت	۳	۱۵	۵۲۴	۰	۰	۰	۰	۶	۲۱۲۸	۶	۱۲	۲۲۶۰	۹	۸	۳۹۲	۰	۰	۰
۴	جائیداد	۰	۱۵	۳۰۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۵	۳۰۱	۰	۰	۰
۵	ایجنسی	۰	۰	۰	۰	۰	۴۸۵۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۴۸۵۰
۶	تعمیر	۰	۳	۹۴۸	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۹	۳	۱۸۲	۳	۱۵	۷۶۵	۰	۰	۰
۷	بورڈران ہائی	۰	۸	۳۲۴	۰	۰	۰	۳	۵	۸۸۰	۹	۵	۷۲۶	۶	۷	۴۷۸	۰	۰	۰
۸	بورڈران احمدیہ	۶	۳	۹۴۷	۰	۰	۰	۰	۸	۱۸۵	۶	۱	۷۰۱	۰	۱۰	۴۳۱	۰	۰	۰
۹	مقبرہ بہشتی	۹	۶	۱۰۴۵۵۰	۰	۰	۰	۳	۶	۴۵۵۵	۰	۵	۲۹	۰	۸	۱۰۹۰۷۶	۰	۰	۰
۱۰	ناظر اعلیٰ	۰	۰	۰	۹	۸	۱۳۳۰۹	۰	۰	۰	۰	۴	۷۱۲	۰	۰	۰	۹	۱۲	۱۴۰۷۱
۱۱	قضاء	۰	۰	۰	۳	۴	۴۰۶	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳	۴	۴۰۶
۱۲	افتاء	۰	۰	۰	۰	۰	۱۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۵
۱۳	پرائیویٹ سکرٹری	۰	۰	۰	۰	۱	۱۱۱۱۲	۰	۰	۰	۰	۴	۱۶۲۰	۰	۰	۰	۰	۵	۱۲۷۳۲
۱۴	محاسب	۰	۰	۰	۳	۱۱	۸۰۳۶	۰	۰	۰	۹	۱۱	۱۷۹	۰	۰	۰	۰	۷	۸۲۱۶
۱۵	ہسپتال	۰	۰	۰	۶	۱۴	۳۰۳۷	۳	۸	۳۳۱	۹	۴	۴۵۲	۰	۰	۰	۰	۱۱	۳۱۵۸
۱۶	دعوۃ و تبلیغ	۰	۰	۰	۶	۲	۸۶۲۳۹	۹	۱۳	۱۲۳	۳	۱۵	۵۲۲۱	۰	۰	۰	۰	۴	۹۱۳۳۷
۱۷	ہائی سکول	۰	۰	۰	۶	۱۳	۲۱۶۳۰	۰	۲	۱۹۷۵	۳	۱۲	۱۸۲۷	۰	۰	۰	۹	۹	۲۲۵۰۳
۱۸	صدقات	۰	۰	۰	۰	۱۲	۱۰۷۵۳	۰	۱۳	۸۷۰	۳	۱۲	۱۳۹۵	۰	۰	۰	۳	۱۳	۱۱۲۷۸
۱۹	گرلز سکول	۰	۰	۰	۰	۱	۵۴۷۸	۰	۰	۱۰	۹	۱۳	۱۳۷	۰	۰	۰	۹	۱۴	۵۶۰۵
۲۰	مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۰	۰	۱۵	۱۷۶۲۱	۰	۸	۳۹	۰	۸	۶۰۱	۰	۰	۰	۰	۱۵	۱۸۱۸۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ فروری ۱۹۳۰ء

نمبر شمار	نام صیغہ جات	بقایا سابقہ			فاضلہ سابقہ			آمد ماہ حال			خرچ ماہ حال			بقایا موجودہ			فاضلہ موجودہ		
۲۱	جامعہ احمدیہ	۰	۰	۰	۹۰۵۲	۱۱	۹	۰	۰	۰	۵۸۴	۹	۰	۰	۰	۰	۹۴۴۱	۳	۹
۲۲	قرضہ *	۲۴۱۵۸	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۰۰۰	۰	۰	۲۴۱۵۸	۰	۰	۰	۰	۰
۲۳	منارہ	۸۲۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۸۲۳	۰	۰	۰	۰	۰
۲۴	پراویڈنٹ فنڈ	۷۶۹	۱	۱۱	۰	۰	۰	۹۴۴	۱۵	۶	۲۹۲	۸	۰	۱۲۲۱	۹	۵	۰	۰	۰
۲۵	احمدیہ ہوسٹل	۰	۰	۰	۴۲۷۹	۱۲	۳	۰	۰	۰	۱۴۱	۸	۰	۰	۰	۰	۴۴۲۱	۴	۳
۲۶	امور عامہ	۰	۰	۰	۵۱۱۰	۹	۳	۰	۰	۰	۱۲۹	۱۵	۹	۰	۰	۰	۵۲۴۰	۹	۰
۲۷	ضیافت	۰	۰	۰	۲۴۰۲۵	۱۳	۰	۵۳۸	۶	۹	۱۵۲۹	۶	۶	۰	۰	۰	۲۷۰۱۶	۱۲	۹
۲۸	تعلیم و تربیت	۰	۰	۰	۸۶۰۷	۹	۰	۰	۰	۰	۳۶	۹	۳	۰	۰	۰	۸۶۴۴	۲	۳
۲۹	تالیف و تصنیف	۰	۰	۰	۱۴۳۱۲	۶	۹	۰	۰	۰	۱۴۹۰	۵	۳	۰	۰	۰	۱۵۸۰۳	۱۲	۰
۳۰	امور خارجیہ	۰	۰	۰	۸۵۵۵	۱۴	۳	۰	۰	۰	۴۴۴	۱	۰	۰	۰	۰	۸۹۹۹	۱۵	۳
۳۱	ترقی اسلام	۲۳	۳	۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۳	۳	۹	۰	۰	۰
۳۲	خلافت	۰	۰	۰	۱۲۵۰۰			۰	۰	۰	۰	۰	-	۰	۰	۰	۱۲۵۰۰	۰	۰
۳۳	خواتین کلاس	۰	۰	۰	۱۴	۲	۶	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۴	۳	۶
۳۴	بکڈپو	۴۸۲	۱۳	۰	۰	۰	۰	۶۹۷	۷	۶	۸۶۷	۱۲	۳	۳۱۲	۸	۳	۰	۰	۰
۳۵	تجارت	۰	۰	۰	۲۱۱۴	۴	۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۱۱۴	۴	۳
	میزان	۳۱۰۵۲۹	۱۰	۹	۳۱۰۵۲۹	۱۰	۹	۲۱۵۳۱	۹	۰	۲۶۰۳۱	۷	۹	۳۱۸۶۸۸	۹	۰	۳۱۸۶۸۸	۹	۰

*	ریزرو	مسجد لنڈن	امانت
	۷۰۰	۱۶۴۵۸	۹۰۰۰

پیشگی ۳۰۶۹۶-۱۲-۳
نقد ۱۵-۸-۰
میزان ۳۰۷۱۲-۴-۳

بقایا موجودہ ۳۱۸۶۸۸-۹-۰
فاضلہ موجودہ ۲۸۷۹۷۶-۴-۹
۳۰۷۱۲-۴-۳

میرزا محمد شفیع
قائم مقام محاسب صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وی پی واپس کرنے والے

فروری کا رسالہ حسب اعلان ان احباب کے نام وی پی کیا گیا تھا جن سے گذشتہ سال کی قیمت وصول نہیں ہوئی یا خوش معاملہ خریداران کے نام جن سے ۱۹۳۰ء کی پیشگی قیمت حسب معمول وصول کی جاتی تھی۔ یہ وی پی کل ۵۰۰ تھے جن میں سے واپسی انکاری کی اوسط ۱۰ فیصدی رہی۔ ان حالات میں جبکہ رسالہ ٹھیک تاریخ پر بہتر سے بہتر مضامین کے ساتھ باقاعدہ پہنچایا جاتا ہو۔ اخراجات طبع کس طرح پورے ہو سکتے ہیں احباب مہربانی فرما کر میری گذارشات کی طرف پوری پوری توجہ دیں اور رسالہ کی خریداری جاری رکھتے اور اپنے اپنے بقایا صاف کرنے اور خریدار بڑھانے کے لئے جہد بلیغ فرمائیں۔

(مینیجر)

ریویوز

المہدی | حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مزکّی و مطہّر نفوس کتابوں کے بعد آپ کے ملفوظات ہیں جنکے حامل زیادہ تر الحکم و بدر کے فائل ہیں۔ انہیں وہ متاع عزیز ہے کہ دنیائے فانی کی دوسری چیزیں اسکے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس بیش قیمت مائدہ سماوی کی قدر کرے۔

خانصاحب راجہ محمد منظور الٰہی صاحب جن کا تعلق انجمن اشاعت اسلام لاہور سے ہے۔ آپنے ایک ماہواری رسالہ المہدی کے نام ملفوظات حضور علیہ السلام کو شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو اس خدمت کے عوض میں سلسلہ احمدیہ کے صحیح عقائد پر قائم کرے۔ اس رسالہ کا چندہ سالانہ دو روپے ہے فی رسالہ حجم سو صفحہ ہے۔ صاحب مرتّب کا بیان ہے کہ تمام ملفوظات کو تاریخ وار کیا گیا ہے۔ اور ایک ہی تاریخ کی دو مختلف ڈائریوں کو بھی ترتیب دیا ہے اور سب سے زیادہ خوبی یہ ہے کہ ملفوظات کے جمع کرنے میں موجودہ اختلاف جماعت کے اثرات کو داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ اس سے پہلے دو حصے کتابی صورت میں سنہ ۱۹۰۱ء تک کے ملفوظات کے شائع ہو چکے ہیں۔ درخواستیں بنام راجہ عبدالرحمٰن خان مینیجر رسالہ المہدی احمدیہ بلڈنگس لاہور

دُرِّ ثمین اُردو مکمّل | حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا پُر معارف کلام مکمّل جمع کر دیا گیا ہے اور خوبصورت چھپوایا ہے قیمت ۴/

عقائد احمدیت۔ قیمت ۲/

ملنے کا پتہ:۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان

حصار اسلام | میاں سلطان احمد صاحب وجودی ایم آر اے ایس کا رسالہ حصار اسلام پھر جاری ہو گیا ہے چندہ سالانہ دو روپے ممالک غیر سے تین روپے پہلے نمبر میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا فوٹو ہے۔ اسکے مضامین مفید ملک و ملّت ہیں۔ اور فرقہ داری کے تعصبات سے پاک۔ اس رسالہ کے دو خاص نمبر بھی دیئے جائینگے۔

پتہ:۔ مینیجر حصار اسلام بٹالہ (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹریڈ مارک تارا رجسٹرڈ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی

سخت امراض کی مجرّب پیٹنٹ دوائیں

کیشراج تیل

خوشبودار تیلوں کا بادشاہ

یہ وہی خوشبودار تیل ہے جسکی تعریف پنڈت موتی لعل جی نہرو و مسز بے این سین گپتا وغیرہ اصحاب نے کھلے دل سے کی ہے اسکے استعمال سے دماغ ہروقت تروتازہ رہتا ہے اسکی خوشبو پائدار و نہایت دل پذیر ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) ڈاک محصول ۱۱ر تین شیشیوں کی قیمت دو روپیہ چودہ آنہ (عہ۱۴ر) ڈاک محصول علاوہ

دردسر دریاح کی دوا

کھاتے ہی روتے کو ہنسا دیتی ہے

اس اکسیر اعظم و تریاق کامل سے کیسا ہی دردسر کیوں نہ ہو آناً فاناً رفع ہوتا ہے درد ریاح جیسے ٹیک چمک تیس رگوں میں لہر کنکنی سے کیسی ہی تکلیف کیوں نہ ہو اس دوا کے استعمال سے فوراً دور ہو جاتی ہے۔ اسکی ایک شیشی ہروقت پاس رکھنی چاہیئے۔

قیمت فی شیشی دس آنہ (۱۰ر) ڈاک محصول چھ آنہ (۶ر)

تین شیشیوں کا ایک روپیہ تیرہ آنہ (عہ۱۳ر) ڈاک محصول علاوہ

نوٹ:۔ ہماری دوائیں ہر جگہ بکتی ہیں اپنے شہر میں خریدنے سے وقت اور ڈاک خرچ کی بچت ہو گی۔

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ - شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگر گورداسپور

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا